ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۲	صفر المظفر ۱۴۳۱ھ / فروری ۲۰۱۰ء	جلد : ۱۸

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	٦
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۰
قیامِ پاکستان اور مسلمانانِ برصغیر کے لیے...	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۴
حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۳۰
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۴
راہبر کے رُوپ میں راہزن	حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری	۳۷
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵٦
دینی مسائل		۵۷
تقریظ وتنقید		٦۰
اخبار الجامعہ		٦۳

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! پاکستان کو وجود میں آئے ہوئے تریسٹھ برس ہونے کو ہیں مگر آئے دِن پیش آنے والے بحرانوں کا سلسلہ تا حال جاری ہے اَور ہر بعد میں آنے والا بحران پہلے سے زیادہ سنگین ہوتا ہے ملک کی سیاسی اَور فوجی قیادت اِن بحرانوں کی آڑ میں عوام کو بے وقوف بنا کر اُن کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اپنے اقتدار کو طویل سے طویل کرتے چلے جاتے ہیں تجاہل سے کام لیتے ہوئے دُوسروں کی آنکھوں میں دُھول جھونکتے ہیں اَور یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم تو بڑے بھلے مانس اَور ملک وقوم کے خیر خواہ ہیں اَور ہمیں ناکام کرنے کے لیے بحرانوں کو جنم دیا جا رہا ہے حالانکہ یہ خود ہی اِن بحرانوں کے موجد بھی ہوتے ہیں اَور ان کے پس پردہ کارفرما غیر ملکی ہاتھوں سے آگاہ بھی ہوتے ہیں۔ ہماری جہاں دیدہ عوام بھی ہر بار اُن کے جوتے کھانے کے لیے بڑے فخر سے اپنا سر اُن کے سامنے خم کیے رہتے ہیں اَور حقائق سے آنکھیں چرائے یہ پیٹتے رہتے ہیں اَور وہ پٹتے رہتے ہیں۔

۲۵ رجنوری کو روزنامہ ایکسپریس میں سرکاری جھوٹوں کی سلسلہ وار ایک مختصر فہرست شائع ہوئی ہے جس کو اپنی تائید کے طور پر ہم بعینہٖ نذرِ قارئین کر رہے ہیں :

> اِسلام آباد (ایکسپریس رپورٹ) جب تک رُوس نے ۱۹۶۱ء میں کیپٹن گیری پاورز کا یوٹو جاسوس طیارہ مار نہیں گرایا اَور امریکی سٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے اعتراف نہیں کرلیا کہ یہ طیارہ پشاور سے اُڑا تھا، ایوب خان کی حکومت کا محکمہ اطلاعات تردید کرتا رہا کہ بڈابیر کا

ائیر بیس امریکہ کے فوجی و جاسوسی استعمال میں نہیں۔

جب تک ائیر مارشل اصغر خان اَور اَلطاف گوہر سمیت سابق جرنیلوں اَور بیوروکریٹس نے اپنے اِنٹرویوز اَور کتابوں میں یہ اعتراف نہیں کیا کہ ۱۹۶۵ء کی لڑائی وزیر خارجہ بھٹو کے ضرورت سے زائد پُر اعتماد مشوروں اَور آپریشن جبرالٹر کی مہم جوئی کے سبب پاکستان کے سر پر تھوپی گئی اَور لڑائی کے ایک ہفتے کے اَندر گولہ بارود کا کال پڑ گیا تھا اُس وقت تک وزارتِ تعلیم بچوں کو یہی پڑھاتی رہی کہ یہ جنگ دراَصل رات کے اندھیرے میں لاہور سیکٹر میں چوری چھپے بھارتی کارروائی کا نتیجہ تھی جو پاکستان جیت گیا تھا۔

جب تک ۱۶؍دسمبر ۱۹۷۱ء کو سرکاری خبر رساں ایجنسی کے ٹیلی پرنٹر نے یہ دو سطریں پرنٹ نہیں کیں کہ بھارتی افواج سمجھوتے کے تحت ڈھاکہ میں داخل ہوگئی ہیں اَور وہاں جنگ بندی ہوگئی ہے اُس وقت تک یحیٰی خان حکومت کے سیکرٹری اطلاعات روئیداد خان اخبارات کو یہی بتاتے رہے کہ مشرقی پاکستان میں سب اچھا ہے۔

ضیاء الحق حکومت آٹھ برس تک اِس حقیقت کو سوویت ایجنٹوں کا پروپیگنڈہ کہہ کر مسترد کرتی رہی کہ افغان جنگ سی آئی اے کی تاریخ کا سب سے بڑا آپریشن ہے جس میں افغان مجاہدین محض مہرہ ہیں، جب چارلی وِلسنز وار جیسی کتابوں سے مارکیٹ بھر گئی تو ضیاء کے حواری بھی اعتراف کرنے لگے کہ یہ محض افغان مجاہدین کی جنگِ آزادی نہیں تھی۔

بینظیر اگرچہ اپنے حکومتی زوال کا سبب اَنٹیلی جینس ایجنسیوں اَور اَسٹیبلشمنٹ کو قرار دیتی رہیں لیکن آخر تک یہ اعتراف نہیں کیا کہ افغان طالبان اُن کی حکومت ایجنسیوں اَور سعودی عرب کی توسط سے خاموش امریکی تائید سے وجود میں لائے گئے۔

اَیمل کانسی کو صدر فاروق لغاری نے امریکہ کے حوالہ کیا یا وزیر اعظم نواز شریف نے؟ جب بھی یہ سوال اُٹھتا ہے تو فریقین ایک دُوسرے پر اِلزامات کی مٹی اُچھال کر سوال کنندہ کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کارگل آپریشن تب تک کشمیر میں لڑنے والی مجاہد تنظیموں کی کارروائی قرار دیا جاتا رہا جب

تک ناردرن لائٹ انفنٹری کے جوانوں کی لاشیں اُن کے گھر والوں نے وصول کرنا شروع نہیں کیں۔

مشرف حکومت آخر وقت تک کہتی رہی کہ نائن الیون کے بعد امریکہ کو صرف راہداری کی سہولتیں دیں، پسنی اَور جیکب آباد ائیر بیس اَور شمشی کی فضائی پٹی کو امریکیوں کے حوالہ نہیں کیا، آج نو برس بعد مشرف دور کے ریٹائرڈ جرنیل ٹی وی چینلوں پر اَور وزیرِ دفاع احمد مختار گزشتہ ہفتے کہہ چکے ہیں کہ چھ ماہ پہلے تک یہ اَڈے امریکہ کے زیر استعمال تھے۔

امریکی سینٹ کمیٹی سال پہلے کہہ چکی ہے کہ ڈرون طیارے پاکستان سے اُڑتے ہیں لیکن حکومت آج بھی حملوں کے خلاف احتجاج کر رہی ہے۔

امریکی وزیرِ دفاع رابرٹ گیٹس کہہ چکے ہیں کہ بلیک واٹر عرف ایکس ای اَور دیگر امریکی نجی کمپنیاں پاکستان میں کام کر رہی ہیں لیکن اِسلام آباد کا امریکی سفارتخانہ اپنے ہی وزیرِ دفاع کو جھٹلا رہا ہے جبکہ وزیرِ دفاع رحمان ملک آج بھی قائم ہیں کہ اگر یہاں بلیک واٹر کا وجود ثابت ہو جائے تو وہ استعفٰی دے دیں گے۔ بی بی سی نے کئی عشروں کے دوران ہر حکومت کے دَور میں تواتر سے بولے جانے والے سرکاری جھوٹ کی تصویر کشی کرتے ہوئے استفسار کیا ہے کہ کیا پاکستان میں کاروبارِ حکومت اِس کے بغیر نہیں چل سکتا؟

قارئینِ کرام ایک غیر ملکی نشریاتی اِدارے کے اِس تجزیہ کو ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے اگر کوئی یکسر مسترد بھی کر دے تب بھی سچ تو یہ ہے کہ نہ اِس کا اِنکار کرتے بنتی ہے اَور نہ اقرار کرتے بنتی ہے اگرچہ اِس پورے تجزیہ سے اتفاق کیا جانا ضروری نہیں ہے مگر حقائق سے مسلسل آنکھیں چُرانے ہی کا نتیجہ ہے کہ ایک بار پھر سے علیحدگی پسند قوتیں ملک میں سرگرمِ عمل نظر آرہی ہیں۔ قوم کو چاہیے کہ ہوش کے ناخن لے خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنے حال کا پھر سے جائزہ لے اَور فیصلہ کرے کہ کرنا کیا ہے۔

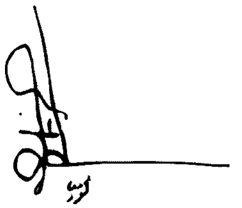

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً   درس حدیث   علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

''طِلا'' اور ''سینگی'' کے لیے دِن اَور تاریخیں

طبیب سے مشورہ بھی ضروری ہے ورنہ برص کا خطرہ ہوتا ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 61 سائیڈ A 1986 - 08 - 15)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے سینگیاں لگوائی ہیں خون خارج کرایا ہے یہ بات پہلے بتلائی جا چکی ہے۔ اَب یہ کہ کیا ہر آدمی ہر جگہ سے خون نکلوا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ نہیں بتلایا، خون خارج کرانا اَور بات ہے اَور کس جگہ سے خارج کرائے یہ اَور بات ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا پتہ ہی نہیں چل سکتا بہت باریک ہیں وہ، اُن تک اِنسانوں کی رسائی اللہ کے بتلانے سے ہوئی ہے بس، ورنہ نہیں تھی۔

سینگی کے لیے مناسب اور نا مناسب وقت :

اُس میں ایک چیز یہ بھی آتی ہے کہ کون سا دِن ہے جس دِن سینگی لگوائی جائے اَور کون سا ایسا ہے جس دن نہ لگوائی جائے۔ خون خارج کرانا کسی رَگ سے کس دن ٹھیک ہے اَور کس دن ٹھیک نہیں ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ میں نے تاثیرات اِن دنوں میں الگ الگ رکھی ہیں وہ تاثیرات انبیاء کرام کو بتائی گئیں انبیاء کرام نے لوگوں کو بتائیں۔ لوگوں میں گمراہی بھی پھیلی وہ سمجھنے لگے کہ یہ دِن جو ہے یہ ایسا ہے اَور یہ دِن یہ ایسا ہے فلاں دِن منحوس ہے فلاں دِن مبارک ہے وغیرہ۔ اِس طرح اُن کے بارے میں اُنہوں نے خیالات قائم

کر لیے کہ ہر دِن حکومت گویا الگ ہوتی ہے باطنی حکومت اللہ کی طرف سے یا خدا ہی الگ الگ بنا لیے جائیں مشرکین ایسے کرنے لگے اَیسی چیزیں جو آئی ہیں وجود میں وہ بھی شاید یہاں سے غلط فہمی ہوئی اَور اُنہوں نے نکال لیں۔

طبیب کا مشورہ ضروری ہے :

تو ایک بات تو یہ ہے کہ ہر آدمی کو خون نکلوانا بتلانا یہ الگ بات ہے اَور یہ کہ کہاں سے؟ وہ طبیب کے مشورہ سے بلا مشورہ نہ کرے۔ ایک صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کیا کہ سر میں سینگی لگوائی خون نکلوایا لیکن اُس سے یہ ہوا کہ میرا حافظہ بالکل خراب ہو گیا۔ اَب اِدھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بتلایا ہے کہ سینگی لگواؤ اُدھر اُنہوں نے سینگی لگوائی ہے اَور وہ کہتے ہیں یہ اَثر ہوا اُس کا، مگر کہاں سر پر؟ تو یہ نہیں بتایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سر پر لگواؤ ضرور، اگر دَردِ شقیقہ جو آدھے سر کا درد ہوتا ہے اُس کی بات اَور ہے وہ اگر کسی کو ہے اَور وہ خون نکلوالے تو پھر یہ خرابی نہیں ہوگی اَور اگر درد بھی نہیں ہے اَور وہ نکلوالے تو دماغ کو ضعف پہنچے گا وہ ٹھیک نہیں ہے۔

جسم کے مختلف حصوں پر سینگی لگوائی جا سکتی ہے :

جو طریقہ تھا آپ کا وہ مختلف جگہوں پر سینگی لگوانے کا رہا ہے۔ یہاں بھی جب دردِ سر تھا اُس وقت لگوائی اور اَخْدَ عَیْنْ سے یہ گردن کے اِدھر یا اِدھر کا حصہ جو ہے یہاں سے بھی نکلوایا ہے خون، مونڈھے کی طرف سے بھی نکلوایا ہے، ٹانگ میں بھی ایسے ہوا ہے نکلوایا ہے مختلف جگہیں ہیں اَور وہ تھوڑا سا ہوتا ہے چند سی سی (cc) ہو جائے گا، دو سی سی شاید ہو جائے وہ اِتنا کم ہوتا ہے۔

اس کی مناسب تاریخیں بھی اِرشاد فرمائیں اور اُن کی حکمت :

رسول اللہ ﷺ نے تاریخیں بتلائی ہیں یہ کہ سترہ تاریخ اُنیس تاریخ اِکیس تاریخ چاند کی [1] سترہ اُنیس اکیس اَور یہ بالکل معتدل موسم بن جاتے ہیں کیونکہ جب شروع دن ہوتے ہیں چاند کے تو اُن دِنوں میں تو خون میں ایک طرح کی تیزی آتی ہے۔ سمندر کے جوار بھاٹے کا بھی تعلق ہے جس وقت چاند نکلتا ہے اُس کی موجیں زیادہ ہو جاتی ہیں ساحل کی طرف اُوپر کے کافی حصہ تک آجاتا ہے اَور صبح جب چاند غروب

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۹

ہوتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتی ہیں، اِسی طرح اِنسانوں پر اَور خون پر بھی ہیں اثرات۔ اچھا پندرہ تک چاند کے اثرات انسانی جسم پر اَور طرح کے پڑتے ہیں اَور جب چاند پندرہ کا ہو جائے پھر اثرات خون پر اَور طرح کے پڑتے ہیں اور خون کی جولانی میں بھی کمزوری آجاتی ہے جس وقت خون میں خود جولانی ہو اُس وقت اگر نکلوایا جائے تو زیادہ نکل جائے گا ضرورت سے تو جس وقت خود اپنی خون کی جولانی کم ہو اُس وقت نکالیں گے تو جتنا نکالیں گے (اُتنا ہی) نکلے گا۔

تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے رہبری فرمائی اَور سترہ مثلاً فرمائی اَب پندرہ کو چاند دیر سے نکلتا ہے گویا چودہ کا مکمل اَور پندرہ سے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اَور سولہ بھی گزری پھر سترہ آجائے گی تو گویا زوال کی طرف آئے ہوئے دو دن گزر چکے ہوں گے تیسرا دن ہوگا پھر اُنیس کو اَور بھی اَور اِکیس کو اَور بھی اُس کے بعد غالبًا خون میں دباؤ اَور جولانی بہت کم ہو جاتی ہے وہ اَثرات جو اُس کے ہوتے ہیں چاند کے وہ بہت کم ہو جاتے ہیں اُس زمانے میں نکلوائیں گے تو ضعف زیادہ ہو جائے گا تو عجیب وغریب حکمتیں ہیں اَور سمجھ میں آتی ہیں۔

ایک خاتون ہیں حضرتِ کبشہ بنتِ اِبی بکرہؓ، اِن کے والد ابو بکرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں طائف وغیرہ کے میدان میں اِنہوں نے بہت کام کیا ہے غزوات میں، تو وہ فرمایا کرتے تھے کہ منگل کے دِن سینگی نہ لگاؤ اَور وہ یہ فرماتے تھے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے یہ فرمایا ہے کہ منگل کا دن جو ہے **یَوْمُ الدَّمِ** ہے یہ خون کا دِن ہے اِس دن خون پر اثرات خاص قسم کے مرتب ہوتے ہیں **وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَایَرْقَأُ**[۱] اَور اِس میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اگر اُس وقت خون نکلنا شروع ہو جائے تو وہ رُکتا نہیں۔ یہ باتیں تو ایسی ہیں کہ جن کا لحاظ آج بھی اگر کیا جائے تو مفید ہوگا یہ سرجری کرنے والے جو ہیں ڈاکٹر وغیرہ وہ اِس کا لحاظ اگر کریں تو ہوسکتا ہے مفید ثابت ہو اور جو نقصان اِس سے ہو جاتا ہو وہ محسوس نہ ہوتا ہو وجہ نہ سمجھ میں آتی ہو، نہ سمجھ میں آنے پر کوئی وجہ بنالی جاتی ہو لیکن یہ ایک (حقیقی) وجہ ہوسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا ہے کہ اَگر کوئی آدمی بدھ کے دن اَور ہفتے کے دن سینگی لگواتا ہے اَور اُس سینگی لگوانے سے یہ نقصان ہو جائے کہ اُس کے برص کے داغ ہو جائیں پُھلبہری جسے کہتے ہیں وہ ہو جائے تو فرمایا **فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ**[۲] وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرے یعنی

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۳۸۹ [۲] ایضاً

ہمارے فرمان میں یا احکام میں یا خدا کی بتائی ہوئی چیزوں میں فرق نہیں ہے غلطی اُس کی ہے اُس نے پورا علم حاصل نہیں کیا کہ کس دن کیا چیز ہو وہ نہیں سیکھی اُس نے۔ اِرشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی اگر ایسے کرتا ہے کہ سینگی لگواتا ہے ہفتے کے دِن یا بدھ کے دِن اِسی طرح سے کسی قسم کا روغن ملنا خاص قسم کا جو اُس زمانے میں کوئی ہوتا ہوگا طِلا کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جو مَلا جائے لیپ کرلیا جائے ہفتہ اَور بدھ کے دن تو اُس میں بھی اَندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں برص نہ ہو جائے پُھلبہری نہ ہو جائے۔[1]

تو آقائے نامدار ﷺ نے جو بات زبانِ مبارک سے نکالی ہے سننے والے تو کئی صحابہ کرامؓ ہوں گے، کبھی کئی ہوتے تھے کبھی بہت ہوتے تھے اُنہوں نے محفوظ رکھا ہے اُسے اَور محفوظ رکھ کر پھر اُس کو اپنے ہی پاس نہیں رکھا بلکہ بڑھایا ہے آگے پہنچایا ہے آگے وہ ہم تک پہنچا اَور اِس میں پورے احکام موجود ہیں تمام چیزوں کے، صحت کے بارے میں بھی چل رہا ہے بیان اُس میں خصوصًا سینگی کا ذکر آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ شبِ معراج جب تشریف لے گئے ہیں تو ملائکہ جو ملے اُنہوں نے بار بار یہی کہا مُرْ اُمَّتَکَ بِالْحِجَامَۃِ [2] اپنی اُمت کو آپ سینگی کا حکم دیں کہ سینگی لگواتے رہیں یہ بلڈ پریشر وغیرہ کے لیے کتنا مفید ہے کتنا نہیں ہے یہ بھی ڈاکٹر بتلا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر حضرات اگر توجہ دیں تو آپریشن کے دِنوں میں یہ ہدایات مفید رہیں گی :

رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ صحیح ہے اَور جتنی بھی ترقی ہو رہی ہے (اُسی قدر) اُس کی صحت واضح ہو رہی ہے کچھ چیزیں ایسی ہیں جس طرف توجہ کی گئی ہے اَور اُن کی صحت واضح ہوگئی ہے کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی طرف توجہ نہیں کی گئی ہے اَبھی تک مثال کے طور پر دِنوں کے بارے میں توجہ نہیں کی لیکن اگر کرے گا کوئی ڈاکٹر توجہ اَور چیک کرے گا اَور معلومات کرے گا تو پھر یہ بہت مفید ثابت ہوں گی اُن کے لیے یہ ہدایات۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر قائم رکھے عمل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا ....

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۹ [2] ایضاً

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆علومِ دینیہ سے نہ صرف عدمِ ائتلاف ہے بلکہ نفرت بڑھتی جاتی ہے، ہم اپنے خیالات اَور وساوِس اَور شہواتِ نفسانیہ میں عمرِ عزیز ضائع کررہے ہیں اَور ہمیشہ اپنے آپ کو اَور دوست اَحباب کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم مخلصانہ طریقہ پر خدماتِ دینیہ انجام دے رہے ہیں مگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو اخلاص کا پتہ چلنا ایسا ہی ہے جیسے عنقاء کا پتہ۔

☆ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ خواہ صحابہ کرام ہوں یا اَولیائے عظام یا ائمہ حدیث وفقہ وکلام کوئی بھی معصوم نہیں ہے، سب سے غلطیاں ہوسکتی ہیں مگر اُن کے متعلق اعتمادیت کی شہادتیں قرآن وحدیث میں بکثرت موجود ہیں اَور اُن کے اعمال نامے اَور اِتقاء وعلم کی تاریخی روایات معتبر اَور اِس قدر اُمت کے پاس موجود ہیں کہ قرونِ حالیہ کے پاس اِس کا عشرِعشیر بھی نہیں ہے، اُن پر تنقید اُنہی جیسے پایہ علم واِتقاء والا کرسکتا ہے، ہمارے زمانہ کے ٹٹ پونجیئے جن کے پاس نہ علم ہے نہ تقوی کیا منہ رکھتے ہیں کہ زبان دراز کریں، سوائے اپنی بدبختی کے اِظہار کے اَور کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرد
میلش اَندر طعنہ پاکاں برد

☆ مودودی جماعت کے لٹریچر جن کی اشاعت کی جارہی ہے وہ ایسے مضامین سے لبریز ہیں' گمراہی کے پھیلانے والے ہیں۔ ''مشتے نمونہ اَز خروَارے'' چند باتیں پیش کرتا ہوں۔

صفحہ ۳۶۷ ترجمان ۳۶/۳۵ میں بطورِ قاعدہ کلیہ لکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے احترام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اُس پر کسی پہلو سے تنقید نہ کی جائے تو ہم اُس کو احترام نہیں سمجھتے بلکہ بت پرستی سمجھتے ہیں اَور اِس بت پرستی کا مٹانا منجملہ اُن مقاصد کے ایک اہم مقصد ہے جن کو جماعتِ اسلامی اپنے پیشِ نظر رکھتی ہے۔

غور فرمائیے اِس کے الفاظ میں وہ عموم ہے جو کہ اَنبیاء، اَولیاء، صحابہ، تابعین، ائمہ مذاہب و محدثین فقہائے عوام و خواص سب کو شامل ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ رسول اللہ ﷺ اَور نہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اَور خلفائے راشدین وغیرہ میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے، کسی کو بھی تنقید سے بالاتر کہنا بت پرستی اَور شرک ہے۔ اِدھر دستور جماعت مطبوعہ مکتبہ جماعت اسلامی لاہور ص 5 میں ہے۔

''رسولِ خدا کے علاوہ کسی کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلاء نہ ہو......الخ''

آپ اِن دونوں اعلانوں اَور اصولوں پر غور کیجئے، کیا اِن میں احکامِ قرآنیہ اَور اصول اسلام اَور مسلماتِ اہل سنت والجماعت سے بغاوت نہیں ہے اَور اُن تمام مسلمانوں کی تکفیر و تضلیل نہیں ہے جو امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی تقلید کرتے ہیں۔ قرآن اَور حدیثِ صحیح صحابہؓ کو معیارِ حق بتارہے ہیں اَور یہ جماعت اِن کے (احترام) و اِتباع کو بت پرستی بتاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ . (سُورہ توبہ)

''اَور سبقت کرنے والے پہلے مہاجرین اَور انصار میں سے اَور جنہوں نے نیکوکاری میں اُن کی پیروی کی، اللہ اُن سے راضی وہ اللہ سے راضی، اَور اللہ نے تیار کر رکھے ہیں اُن کے لیے باغ کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں اُس میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔''

دُوسری جگہ فرماتے ہیں :

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ . (سُورہ محمد)

''محمد اللہ کا رسول ہے، اَور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر، نرم دِل ہیں آپس میں، تو اُن کو دیکھتا ہے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اَور خوشنودی اُن کی، نشانی اُن کے چہروں پر ہے سجدوں کے اَثر سے، یہی اُن کی صفت ہے توریت میں اَور اُن کی صفت ہے انجیل میں۔''

تیسری جگہ فرماتے ہیں :

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً . (سُورہ حجرات)

''لیکن اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دِلوں میں ایمان کی اَور اُس کو عمدہ کر دکھایا تمہارے دِلوں میں، اَور تمہاری نظروں میں بُرا بنا دیا کفر اَور فسق اَور نافرمانی کو، یہی لوگ ہیں جو نیک چلن ہیں اللہ کے فضل اَور احسان سے۔''

چوتھی جگہ فرماتے ہیں :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ .(سُورہ البقرہ)

''تم بہتر ہو اُن اُمتوں میں جو پیدا ہوئیں لوگوں کے لیے تم حکم کرتے ہو نیک کاموں کا اَور منع کرتے ہو بُرے کاموں سے اَور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔''

پانچویں جگہ فرماتے ہیں :

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا . (سُورہ البقرہ)

''اَور اِسی طرح ہم نے تم کو بنایا ہے اُمتِ معتدل تاکہ بنو تم گواہ لوگوں پر، اَور بنے رسول تم پر گواہ''

رسول اللہ ﷺ (معیارِ حقانیت بتلاتے ہوئے) فرماتے ہیں : مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ

''جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔'' مگر جماعت اُن کے حق میں ہونے کو اَور اُن کو مبرا اَز تنقید کہنے کو بت پرستی کہتی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ. اَور یہ جماعت اُن کی ذہنی غلامی اَور معیارِ حق سمجھنے کو ضلالت اَور بت پرستی قرار دیتی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: عَلَیْکُمْ بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اَور یہ جماعت اِس سے منع کرتی ہے اَور بت پرستی کہتی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمِ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ . اَور یہ جماعت اِس کو بت پرستی قرار دیتی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ بِھَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ اَور یہ جماعت اِس کو ضلالت اَور شرک قرار دیتی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لَوْکَانَ مُسْتَخْلَفًا اَحَدًا بِغَیْرِ مَشْوَرَۃٍ لَاسْتُخْلِفَ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ . اَور یہ جماعت اُن کو معیارِ حق بنانے کا اِنکار کرتی ہے اَور شرک و اِتخاذ اَرباب من دُونِ اللہ قرار دیتی ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : لَوْ کَانَ الدِّیْنُ عِنْدَالثُّرَیَّا لَنَا لَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ اَور یہ جماعت اِس کے مصداقِ اوّل حضرت امام ابوحنیفہؒ کو غیر حقانی اَور اُن کی اِتباع کو بت پرستی قرار دیتی ہے اَور ایسے اُمور کو جماعتِ اسلامی کا نصب العین بتاتی ہے۔

محترما! اگر میں تمام ضلالت اِس جماعت کی اَور اُن اَحادیث کو جو تمام صحابہ کرامؓ اَور تابعینؒ کے معیارِ حق ہونے اَور اُن کی ذہنی غلامی کے واجب ہونے کی ہیں ذکر کروں تو ایک طویل وضخیم کتاب ہوجائے۔ یہ چند باتیں ذکر کر کے اُمید وار ہوں کہ غور کیجیے اَور سمجھ میں آئے تو جلد اَز جلد اُن سے علیحدہ ہوجائیے۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۳۷، قسط:۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

قیامِ پاکستان اَور مسلمانانِ برِصغیر کے لیے

علماءِ دیوبند کا بے داغ کردار

ابھی ایک دو ماہ قبل ایک مکتبہ نے دربار روڈ لاہور سے حضرت اقدس مولانا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کے لیے طلوعِ اِسلام کا مضمون بعنوان ''متحدہ قومیت اَور اِسلام'' چھاپا۔ یہ مضمون حضرتِ اقدس پر اعتراض کے لیے جان بوجھ کر لکھا گیا تھا اِس میں جھوٹ بولنے میں پوری بے حیائی سے کام لیا گیا ہے اور ایک مُسلّمہ مقدس ترین ہستی کو کافرانہ متحدہ قومیت کا قائل ثابت کرنے کی مکروہ کوشش کی گئی ہے ہم نے بتوفیقہٖ تعالیٰ اِس کی وضاحت لکھی۔

نوٹ : کچھ عرصہ سے ملکی روزناموں میں بلا وجہ اَکابر علماءِ دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت اَقدس مولانا السیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد اِلزامات لگائے جا رہے ہیں اَور اُن کی اعلیٰ سیاسی بصیرت کو جانبدارانہ اَور بے وزن تجزیوں کے ذریعہ بڑی بے اِنصافی سے داغدار کر کے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں جبکہ ملک وقوم سے وفاداری اَور اُس کے لیے جان و مال کی قربانیاں دینا، جیلیں کاٹنا اَور ہندوستان کے عوام میں جذبہ آزادی بیدار کر کے تحریک کو ایسے مقام تک لے جانا جس کے نتیجہ میں ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے فرنگیوں کو یہاں سے بوریا بستر گول کر کے راہِ فرار اِختیار کرنا پڑی اُن کے اخلاص و پاکیزہ کردار اَور اُولوالعزمی پر شاہدِ بین ہیں۔
اِس لیے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ آج سے ۲۵ برس قبل قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ سابق مرکزی اَمیر جمعیت علماءِ اِسلام کا تحریر فرمودہ مضمون شائع کر دیا جائے جس میں تحریکِ آزادی سے لے کر تادمِ تحریر مدلل اَور باحوالہ سیاسی حقائق بہت سہل اَنداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ (اِدارہ)

اَب اِسی مکتبہ حبیبیہ نے ۱۹۴۶ء کا طبع شدہ ایک اَور رسالہ بھی شائع کیا ہے جس کا نام ''مُکَالَمَۃُ الصَّدْرَین'' ہے یہ رسالہ مولانا محمد طاہر صاحب مرحوم ومغفور کا لکھا ہوا ہے اُنھوں نے اِس میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر بہت زیادتی کی تھی اُن پر یہ اِلزام لگایا گیا کہ وہ علامہ عثمانی سے جمعیۃ علماء ہند اَور مسلم لیگ کے فارمولے پر مناظرہ کے لیے گئے تھے پھر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مدنی لاجواب ہوکر واپس آئے۔ اِس کا جواب اُن حضرات نے بھی دے دیا تھا جن کی اُس گفتگو میں موجودگی ظاہر کی گئی ہے اَور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جواب تحریر فرمایا تھا جو اُن ہی دِنوں ایک رسالہ کی شکل میں ''کشفِ حقیقت'' کے نام سے شائع کردیا گیا تھا جسے ''مکالمۃ الصدرین'' کا علم ہے اُسے ''کشفِ حقیقت'' والے جواب کا بھی علم ہے لیکن وہ شخص جو اِس سے آنکھیں چُرا کر ''مکالمۃ الصدرین'' ہی چھاپتا ہے تو وہ اپنے نامۂ عمل میں گناہوں کا اضافہ کرتا ہے۔

مکالمۃ الصدرین کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین خود اِس شائع کرنے والے کے منہ پر طمانچہ ہے کہ اُس میں حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اوران کی بناء کردہ جمعیۃ علماءِ اسلام کا ذکر ہے۔ اِسی جمعیت نے عین وقت پر پاکستان بنانے کے لیے پوری قوت سے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور وہ خلاء جو مسلم لیگ میں علماء کے شریک نہ ہونے کا باعث تھا پُر کیا۔ اکابر بریلی اُس وقت فتوؤں پر فتوے شائع کیے جارہے تھے کہ :

> ''اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اُس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو مرتد ہوگیا اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے نکل گئی مسلمانوں پر فرض ہے کہ اِس سے کلی مقاطعہ کریں یہاں تک کہ توبہ کرے''۔ (الجوابات السنیہ علی زہاءِ السوالات اللیگیہ ص ۳۳)

۴۲ء میں شاہ احمد نورانی صاحب کے اَبا جان مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اَور صدر الافاضل نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے دستخطوں سے ''مسلم لیگ'' پر کفر کا فتوی داغا گیا۔ (دیکھئے الدلائل القاہرہ اور اُس کا مقدمہ شائع کردہ انجمن اِرشاد المسلمین لاہور ص ۴،۵)۔

اِن حضرات کے نزدیک اسلام کی عظیم خدمت یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی تکفیر کریں

اور اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام) میں فتنہ وفساد پھیلائیں۔ بریلوی حضرات کے خاص اِس نازک دَور کے کارنامے بلاشبہ محض تخریبی اور منفی کارروائی سے زیادہ نہیں ہیں۔ اِنہوں نے مسلم لیگ اَور قائداعظم کو کوئی ایسا فارمولا مہیا نہیں کیا جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا ضامن ہوتا جبکہ جمعیۃ علماءِ ہند نے موجودہ ہندوستان کے مسلمانوں سمیت فلاحی فارمولا پیش کیا ہے ۔

عدو میں اور مجھ میں غور کر لو فرق اِتنا ہے
کوئی دیوانہ بنتا ہے کوئی دیوانہ ہوتا ہے

مکالمۃ الصدرین جو مولانا طاہر صاحب مرحوم نے خود بخود اپنے خیال سے لکھ ڈالا تھا اِس لیے اصل حقائق سے اِس کا تعلق نہ تھا۔

الف : جیسا کہ اُنہوں نے خود ہی لکھا ہے کہ ''جس وقت مکالمہ ہو رہا تھا بروقت منضبط نہیں ہوا۔'' (مکالمۃ الصدرین ص۳۲ بعنوان ضروری گذارش سطر۳)

ب : وہ لکھتے ہیں کہ گفتگو بہت لمبی تھی اور یہ مکالمہ ''تقریباً سوا تین گھنٹے مسلسل جاری رہا۔'' (مکالمہ ص۶)

حالانکہ یہ مولانا طاہر صاحب کی وضاحتی عبارتوں سمیت اِس کے کل بارہ صفحات تھے اور اَب چھوٹے سائز کا یہ رسالہ کل ۳۲ صفحات کا ہے۔ اِتنی گفتگو تو آدھے پون گھنٹہ میں ہو جاتی ہے۔

ج : اس گفتگو میں مولانا طاہر سرے سے موجود ہی نہیں تھے۔

د : حضرت علامہ کے اِس پر تصدیقی دستخط نہیں ہیں۔

ہ : علامہ کو پوری گفتگو یاد نہیں رہی تھی۔ جب وہ (مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم) تقرر فرما چکے تو علامہ عثمانی صاحب نے فرمایا کہ مجھے پورے الفاظ واجزاء تو آپ کی لمبی چوڑی تقریر کے محفوظ نہیں رہے البتہ جو تلخیص میرے ذہن میں آئی ہے اُس کے جوابات بلحاظ ترتیب عرض کروں گا۔ اگر کوئی ضروری بات رہ جائے تو آپ یاد دِلا کر مجھ سے اُس کا جواب لے سکتے ہیں۔ (مکالمۃ ص ۶ س۴)

اِس سے ملتی جلتی عبارت مکالمہ میں ص ۸ پر بھی ہے۔

اِس سے کھلے طور پر یہ معلوم ہورہا ہے کہ خود حضرت علامہ کو پوری باتیں یاد نہیں رہی تھیں جو باتیں بعد میں اُنھوں نے نقل فرمائی ہوں گی وہ صرف علامہ کی اپنی ہی ہوسکتی ہیں جن میں اضافہ کر یہ مضمون بنادیا گیا۔

پھر تحریر ہے اُس مکالمہ میں سب سے زیادہ حصہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب لیتے رہے اَور دُوسرے درجہ میں مولانا احمد سعید صاحب اِن کے شریکِ کار رہے۔ کبھی کبھی اَور صاحب بھی کچھ بول پڑتے تھے (ص ٦ س ۱۱) حالانکہ زیادہ گفتگو مولانا حفظ الرحمٰن اور مفتی عتیق الرحمٰن کرتے رہے تھے جس کا مؤلف کو علم نہیں۔

و : نیز تحریر ہے ''آخر مجلس میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کچھ بولے جو تقریبًا دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہ تھا''۔ (ص ٦ کی آخری سطر)

یعنی حضرت مدنی اور علامہ عثمانی کی گفتگو بہت تھوڑی ہوئی ، پھر اِس زور شور سے اِس گفتگو کا ''مکالمۃ الصدرین'' نام رکھنا کس قدر غلط ہے۔ یہ نام اِس لیے بھی غلط ہے کہ اُس وقت تک علامہ عثمانیؒ جمعیۃ علماءِ اسلام کے صدر بھی نہیں بنے تھے بلکہ صدارت قبول کرنے نہ کرنے کا اپنی حد تک بھی کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ خود مکالمۃ الصدرین میں تحریر ہے۔ ''علامہ عثمانی نے فرمایا کہ میں نے ابھی صدارت کے قبول اور عدم قبول کی نسبت کوئی باضابطہ فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن کل کے لیے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کیا کروں گا۔'' (مکالمہ ص ۲۹ آخری سطر اور ص ۳۰ سطر نمبر ۱، ۲)

خود مکالمہ کی اِن عبارات سے معلوم ہورہا ہے کہ علامہ عثمانی مرحوم و مغفور کی گفتگو مولانا حفظ الرحمٰن سے ہوتی رہی اور علامہ کو پوری باتیں یاد نہیں رہیں۔ لازمًا اُنہوں نے پوری باتوں کا جواب بھی نہ دیا ہوگا پھر اپنے تلامذہ کے سامنے اُنہوں نے گفتگو کا کچھ حصہ بیان فرمایا ہوگا جسے اُنہوں نے طبع کردیا اور مبالغہ بہت زیادہ کیا کہ اِسے مناظرہ کا رنگ دے دیا اور علامہ عثمانی کو قبل اَز وقت ہی صدر جمعیۃ علماءِ اسلام کر کے لکھ دیا۔

ز : مولانا طاہر صاحب مرحوم کی یہ تحریر منسوخ شمار ہوگی کیونکہ اِس کے کچھ عرصہ بعد مولانا طاہر صاحب مرحوم و مغفور کو اِس پر ندامت ہوئی آخر کار وہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے ساتھ نہیں رہے۔ اُنہوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی اور آج دیوبند میں موجود سب اکابر یہ جانتے ہیں اور اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ حضرت اقدس مولانا السید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ اِس کی تلافی کے

لیے خادمانہ طرز پر حاضر ہوتے تھے۔ اُن کے اِس طرزِ عمل کو دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ میں نے خود بھی یہ منظر دیکھا ہے میں ایک سفر میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔ میرٹھ کے اسٹیشن پر گاڑی زیادہ ٹھہرتی ہے مولانا طاہر صاحب جو ساتھ سفر کر رہے تھے اُترے تھوڑی ہی دیر میں وہ اسٹال سے چائے بنوا کر ٹرے خود اُٹھائے ہوئے لائے مجھے اُن کی پہلی روِش اور اِس حالت کو دیکھ کر بہت تعجب ہوا، چائے اسٹال والا بھی تھالی میں سجا کر لاسکتا تھا اَور وہ حضرت کے خدام میں سے کسی کو بھی ساتھ لے جا کر اُس کے ہاتھ بھیج سکتے تھے یا وہ اُن کے ساتھ جاتا اور اُٹھا کر لے آتا لیکن اُن کا مقصد یہ بھی تھا کہ خود کو مخدوم زادہ ہونے کے باوجود ایک خدمت گار بن کر دکھائیں اور سابقہ اُمور کی تلافی کریں۔

ایسے شخص کی سابقہ تحریرات منسوخ ہو جاتی ہیں اگر یہ رسالہ ہندوستان میں چھاپا جائے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ صاحبِ تحریر نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا ہے۔

اِس کے علاوہ تمام باتوں کے جوابات خود حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف کشف حقیقت میں تحریر فرمائے ہیں اُس میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہما کے بیانات بھی ہیں اور وہ فارمولا بھی ہے جو جمعیۃ علماءِ ہند نے کل مسلمانانِ ہند کے لیے پسند کیا تھا اور اُن صوبوں کی پوری رعایت رکھی تھی جن میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے اِسے بھی پاکستان کا نام دیا ہے۔

اُس وقت چونکہ یہ رسالہ غلط مقاصد سے شائع کیا گیا ہے جس سے پڑھنے والے کے ذہن میں اِن حضرات کے بارے میں غلط توہمات پیدا ہوتے ہیں اور ہم سے دریافت کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ کے ساتھ جمعیۃ علماء نے بات کر کے کیوں ایک رائے نہیں اختیار کر لی یا مسلم لیگ اِن کے ساتھ ہو جاتی یا یہ سب اُس کے ساتھ ہو جاتے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ فارمولا پیش کیا اور یہ دعوت بار بار دی کہ سب مل کر غور کر لیں جس شکل میں مسلمانوں کا نفع زیادہ ہو سب وہی اختیار کر لیں۔

ہم اِس مضمون کے آغاز میں فارمولا بھی ذکر کر رہے ہیں، اِس فارمولے کا تعلق اِن حضرات کے

سیاسی نقطۂ نظر سے ہے اِس لیے پھر اِن کی دعوت غور وفکر اَور مل کر کام کرنے کی اپیل بھی جو خود صدر جمعیت حضرت مولانا السیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اَور جمعیت کے سیکرٹری جنرل مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اُسی زمانہ کی تحریرات میں مطبوع ہے، نقل کرتے ہیں :

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے اپنے فارمولے کو ''پاکستان'' تحریر فرمایا ہے اس لیے اُن کے فارمولے کے مطابق پاکستان کا نقشہ پھر علامہ عثمانی رحمہ اللہ کا نقشۂ پاکستان وغیرہ بھی اِسی ذیل میں پیش ہوں گے۔

حضرت مولانا السیّد حسین احمد المدنی رحمہ اللہ :

اسیرِ مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے بعد آپ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے جس شخصیت پر سب لوگ جمع ہوئے وہ مولانا سیّد حسین احمد مدنی کی ذاتِ گرامی تھی۔ آپ کو جانشین شیخ الہند اَور شیخ العرب والعجم اور شیخ الاسلام کے القاب دیے گئے۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند میں ۳۳ سال بخاری وغیرہ کتبِ حدیث کا درس دیا۔ اور اِس سے پہلے مدینہ منورہ میں طویل عرصہ درس حدیث وعلوم دیتے رہے اور فتاوی کا کام بھی انجام دیتے رہے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی وابستگی حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ سے اُس دن سے شروع ہوئی جس دِن سے اُنہوں نے دیوبند میں قدم رکھا۔ آپ کی ساری ہی عربی تعلیم شروع سے آخر تک دارالعلوم دیوبند میں ہوئی جن میں مہتم بالشان کتابیں آپ نے حضرت شیخ الہندؒ سے ہی پڑھیں پھر مدینہ منورہ جانے کے بعد بھی ہندوستان آتے رہنے کا سلسلہ رہا تو سب سے زیادہ حضرت شیخ الہند کی خدمت ہی میں رہنا ہوا پھر حضرت شیخ الہندؒ اسیر ہوئے تو ساتھ رہے، غرض ساری عمر پوری سیاسیاتِ شیخ الہندؒ ہی سامنے رہیں۔

سیاسی نقطۂ نظر :

پورے ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت تھی جو برطانوی دجالوں نے غداروں کی مدد سے خصوصاً مفسد شیعوں کی مدد سے ختم کی، شاہانِ دہلی کے گھرانے میں جسے چاہا بادشاہ بناتے رہے اور اُس کو ورغلا کر اُس

کے حکم سے اُس کے عزیزوں کو ختم کراتے رہے، حتّٰی کہ تختِ سلطنت کے لیے شاہی خاندان کے آدمی ڈھونڈ نے پڑتے تھے کیونکہ وہ بکثرت قتل ہو گئے تھے یہ سب باتیں تاریخ کی کتابوں میں مفصل موجود ہیں۔

ہمارے اکابر نے اپنے پدرِ رُوحانی حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے زمانہ ہی میں سلطنتِ اسلامیہ کے بقاء کی مسلح جدو جہد شروع کر دی تھی۔ اُنہوں نے ابتدائی استحکام کے لیے صوبہ سُرحد کے علاقہ کا انتخاب کیا کیونکہ اُس جانب شمال میں بخارا اَور مغرب میں افغانستان اَور سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ تھی، اُن سے امداد لی جا سکتی تھی۔ اِس طرح پشت محفوظ ہوتی اَور سپلائی بھی جاری رہتی۔

حضرت سیّد احمد شہیدؒ نے وُلَاۃِ بخارا وغیرہ کو امداد کے لیے خطوط تحریر فرمائے۔ (دیکھیں اُن کے مکتوبات) دُوسری طرف اندرونِ ملک بھی ایسے ہی خطوط تحریر فرماتے رہے لیکن اُن کی تحریک نادان جاہ پسند پٹھان سرداران کی وجہ سے ناکام ہوئی۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے سید احمد شہید رحمہ اللہ کی حکومت کو حکومت مُوَقَّتَہ (یعنی ضرورت کے تحت وقتی حکومت) فرمایا ہے جو شاہ دہلی کے پاس پہنچ کر ختم ہو جاتی اَور خوبصورتی سے اُن کے حوالہ کر دی جاتی۔

اِسی طرح اُن کے بعد آنے والے تمام حضرات کے پیشِ نظر پورے ہندوستان میں مسلمانوں کا غلبہ رہا ہے حتی کہ حضرت شیخ الہندؒ اَور حضرت مدنیؒ کی پوری جماعت کا دور آیا۔ اُن کے نزدیک مسلمانوں کی فلاح کی وہی صورت قابلِ ترجیح تھی جس میں پورے ہندوستان میں مسلمانوں کا عمل دخل ہو۔

یہ حضرات اصحابِ رُوحانیت تھے۔ اِن سے مل کر غیر مسلم مانوس ہوتے تھے اَور عہدِ قدیم میں اِن ہی جیسے حضرات کا عمل دیکھ کر قوموں کی قومیں داخلِ اسلام ہوتی آئی تھیں۔ اِس لیے یہ ہندو سے اَور اُس کی اکثریت سے خائف نہیں تھے۔

اُن کے نزدیک ہندو مسلم تفریق اَور اکثریت واقلیت کا سوال انگریزی دور کی پیداوار تھی۔ اِس بارے میں انگریز مبصرین کے بیانات جو کبھی کبھی شائع ہو جاتے تھے اِس کی واضح دلیل ہیں۔

جو حضرات ہندوستان میں داعیانِ اِسلام گزرے ہیں مثلاً حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ جو اکابرِ دیو بند کے سلسلہ چشتیہ میں جدِ امجد ہیں، ہندوؤں کو مسلمان کرتے رہے۔ اُن کے بعد اَور

اکابر کے ہاتھوں بھی قومیں اَور بستیاں داخلِ اِسلام ہوتی رہیں۔ یہ حضرات بھی اِسی انداز سے سوچتے تھے۔ چنانچہ تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب میں جہاں مسلمان کا گزر مشکل تھا اِن حضرات نے بھی عملاً ایسا کر کے بھی دکھایا اَور آج تک ہندوستان میں دین کی بقاء کی کامیاب کوششیں کرتے رہے ہیں۔ مشرقی پنجاب میں اکابرین جمعیۃ نے بار بار دَورے کیے وہاں مسلمانوں کو برآمد کیا۔ اُنہیں حوصلہ دِلا کر ظاہر کیا۔ اُن کے لیے شبینہ مکاتب اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل ایسا عمدہ اَور سہل نصاب [۱] مرتب کیا کہ اِسے پڑھ کر نہ صرف یہ کہ اَحکامِ اسلام سے واقفیت پیدا ہوتی ہے بلکہ وہ دُوسروں کے سامنے محاسنِ اِسلام رکھ کر دعوت بھی دے سکتا ہے۔ (پورے ہندوستان میں جب ہندی حکماً رائج کی گئی تو اِس نصاب کا ہندی میں ترجمہ تیار کر دیا گیا تاکہ مسلمان بچے ہندی زبان میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہیں غرض ہرطرح اُنہوں نے اِسلام کی خدمت کی) اُنہوں نے نہ صرف یہ کیا کہ مشرقی پنجاب میں رُوپوش مسلمانوں کو برآمد کریں بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر اُنھوں نے تبلیغ ودعوت کے مواقع بھی تلاش کیے اُس کی صورتیں ملاحظہ ہوں :

الف : وہاں ہماری بے شمار مساجد اَور درسگاہیں اَور درگاہیں رہ گئی ہیں، درگاہوں میں جو اجتماعات ہوتے تھے وہ شروع کیے تو اُن میں عجیب بات یہ سامنے آئی کہ سکھوں اَور ہندوؤں نے بھی حصہ لیا اور خواہش کی۔ ۵۴ء/ ۵۵ء کی بات ہے کہ مشرقی پنجاب میں تین دِن کا پروگرام مسلمانوں اور غیر مسلموں کے اشتراک سے ایک دَرگاہ پر رکھا گیا جس میں ایک دن تلاوت ایک دن وعظ اور ایک دن قوالی ہوئی، وعظ کے لیے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماءِ ہند وغیرہ تشریف لائے اور سیرتِ مبارکہ پر بہترین مواعظ اِرشاد فرمائے۔

(ب) مجھے راولپنڈی میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ [۲] نے ۵۸ء میں ایک

---

[۱] یہ نصاب ''دینی تعلیم کے رسائل'' کے نام سے مکتبۂ محمودیہ نزد جامعہ مدنیہ لاہور نے طبع کیا ہے۔ آٹھویں جماعت تک کے لیے یہ بارہ حصوں پر مشتمل ہے۔ نو حصے طبع ہو چکے ہیں۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

[۲] آپ علامۂ حدیث شارح طحاوی و مصنف حیاۃ الصحابہ امیر ابن امیر جماعت تبلیغ ہیں حضرت مدنی رحمہ اللہ جب دہلی تشریف لاتے تھے تو جمعیۃ علماءِ ہند کے دفتر میں سب نے دیکھا ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

واقعہ سنایا۔ایک کوٹھی میں دن کے دس گیارہ بجے دھوپ میں تشریف فرما تھے، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ چل رہا تھا۔فرمایا کہ ہم نے مشرقی پنجاب میں تبلیغی جماعت بھیجنے کا ارادہ کیا۔جن لوگوں کو ہم نے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۱) کے پاس گھٹنوں دوزانو بیٹھے رہتے تھے۔ بسا اَوقات ایسا ہوتا تھا کہ حضرت مدنی تحریری کام کرتے ہوتے تھے اور مولانا موصوف اِسی طرح مؤدب بیٹھے رہتے تھے۔اِن حضرات کا تعلق اِتنا عجیب تھا کہ اِس کی مثال تلاش کرنی مشکل ہے آپ اپنے والد ماجد حضرت شاہ الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور خلیفہ تھے اور وہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدینہ طیبہ کے اور وہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے خلیفہ تھے۔ دُوسری طرف چونکہ حضرت مدنی حضرت گنگوہی کے خلیفہ تھے اِس لیے حضرت شاہ الیاس صاحب بھی حضرت مدنی کا بہت زیادہ احترام رکھتے تھے رحمہم اللہ۔

مجھے تبلیغی جماعت کے ایک قدیم کارکن جناب الحاج افتخار احمد صاحب فریدی مرادآبادی مدظلہم نے بتلایا کہ ابتدائی زمانہ میں ہماری خواہش ہوتی تھی کہ اکابر کا تعاون حاصل کیا جائے۔اِس سلسلہ میں ایک دفعہ یہ ذہن میں آیا کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے جماعتِ تبلیغ کے لیے کوئی تحریر حاصل کی جائے۔ اِس کی صورت یہ سامنے آئی کہ حضرت مدنی کے ایک عزیز تبلیغی جماعت میں کام کی غرض سے پہلی ہی دفعہ دہلی حضرت شاہ الیاس صاحب کے پاس جارہے تھے۔فریدی صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے اِن سے کہا کہ آپ حضرت مدنی کی خدمت میں خط لکھ کر اپنے لیے تعارفی اَور سفارشی مکتوب منگالیں کہ حضرت شاہ الیاس صاحب نظرِ توجہ مبذول رکھیں۔حضرت مدنی اُن دِنوں جیل میں تھے مگر جیل سے انتظام کیا گیا تھا کہ خط روزانہ آتے جاتے رہیں آپ کا جواب آیا جس میں اُن کے تبلیغی سفر پر اظہار مسرت فرمایا گیا تھا اَور تحریر تھا کہ بزرگوں کے یہاں سب سے شفقت ہوا کرتی ہے اس لیے سفارشی خط کی ضرورت نہیں، آپ کا جی چاہے تو میری یہی تحریر اُن کی خدمت میں پیش کردیں۔اُنہوں نے دہلی جاکر جب یہ تحریر شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کی تو اُنھوں نے خوشی سے اِسے سر پر رکھ لیا اور حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہم اللہ کو آواز دی ''یوسف دوڑ، تبلیغ قبول ہوگئی''۔

اِس سے اِن کا حضرت مدنی سے اِنتہائی گہرا تعلق ثابت ہوتا ہے۔مجھے خود اِس سے زیادہ وزنی واقعات معلوم ہیں جن میں اُنہوں نے ایک جلیل القدر بزرگ اَور عالم کے مقابلہ میں فوقیت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اِن جیسے اگر ایک پلہ میں اِتنے رکھے جائیں اور دُوسرے میں تنہا حضرت مدنی ہوں تو یہ پلہ بھاری ہوگا۔(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انتخاب کیا اُن سے یہ کہا کہ آپ لوگ پنجاب جانا حضرت مدنی کی اجازت پر موقوف رکھیں۔ یہ لوگ دیوبند پہنچے اَور مسئلہ پیش کیا ،مولانا نے فرمایا کہ حضرت مدنی ؒ تو مجاھد تھے اُنہیں کب اِنکار ہوسکتا تھا، اُنہوں نے فرمایا ضرور جائیں، یہ لوگ اِس اجازت کے بعد آگے روانہ ہوگئے۔ جمنا پار ایک بستی میں پہنچے،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲) اِس واقعہ کی مناسبت سے مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو راولپنڈی میں خود حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے مجھے سنایا تھا۔ اِس سے اَندازہ فرمائیں کہ حضرت شاہ الیاس صاحب ؒ کو جن اکابر سے عقیدت تھی اُن سے کس طرح کا نادر تعلق تھا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ (جو اپنے زمانہ میں بلاشبہ پورے ہندوستان کے مفتیٔ اَعظم تھے پیکرِ فقاہت وتقوی تھے) جماعتِ تبلیغ کے شروع دَور میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ کام سمجھ میں نہیں آتا باقی آپ کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مفتی صاحب نے اِس کام کے اَور جماعت کے بارے میں تعریفی کلمات اِرشاد فرمائے۔ یہ بات شاہ صاحب کو پہنچی تو اِس قدر خوش ہوئے کہ دیر تک بار بار بے اختیار فرماتے رہے ''اَب کیا ہوگا'' افسوس ہے کہ میں نے حضرت مولانا یوسف صاحب سے حضرت شاہ صاحب کے اِن کلمات کا مطلب نہیں دریافت کیا سمجھ میں یہی آتا ہے کہ خوشی میں بے ساختہ اِتنا جملہ فرماتے تھے تو اُس کے بقیہ کلمات محذوف ہوں گے اَور پورا جملہ اِس لیے نہیں اَدا فرماتے ہوں گے کہ اُس میں اپنی تعریف کا پہلو نہ نکل آئے جس سے یہ مقدس حضرات سخت پرہیز رکھتے تھے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب ولایتی کپڑے کا لباس پہنے ہوئے دیوبند تشریف لائے جو حضرت مدنی پسند نہیں فرماتے تھے آپ نے شاہ صاحب سے اِس کے بارے میں کوئی جملہ فرمایا یہ بات حضرت مدنیؒ کے مہمان خانہ میں ہوئی تھی پھر حضرت مدنی گھر میں تشریف لے گئے ،اِن کے جانے کے بعد حضرت شاہ صاحب نے متعدد بار پُر زور الفاظ میں فرمایا کہ '' حضرت مولانا نے جو اِرشاد فرمایا وہ بالکل حق ہے'' اور ہاتھ سے زور دینے کے لیے اِشارہ بھی فرماتے جاتے تھے۔ (راوی نے مجھے بتایا کہ حضرت شاہ صاحب رُک رُک کر ہکلا کر بول رہے تھے آپ کی فطری زبان اِسی طرح تھی)۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت مدنی ؒ سے اپنی جماعت تبلیغ کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ میں آپ کے لیے سپاہی تیار کر رہا ہوں۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اِن کے سُننے اور جاننے والے آج بھی مل جائیں گے۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

وہاں ایک مسلمان کا مکان معلوم ہوا، اُس نے ڈرتے ڈرتے بہت تھوڑا تعاون کیا اِن لوگوں کی آمد کی اطلاع تھانہ میں ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر میں اِنہیں پولیس پکڑ کر تھانہ لے گئی۔ اِن لوگوں کو اُنھوں نے ایک ٹرک میں بھر کر جھال میں ایک ایک کرکے ڈالنے کے لیے بھیج دیا۔ اِن حضرات نے اپنے پیسے وغیرہ ایک پوٹلی میں کرکے ایک ساتھی کو دے دیے اَور مرنے کے لیے تیار ہوگئے اور یادِ خدا میں لگ گئے۔ بالآخر سب کو جھال میں ڈال دیا گیا، کچھ سامان جو پسند آیا وہ سپاہیوں نے پہلے ہی رکھ لیا تھا۔

جھال [۱] میں گر کر بچنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا سپاہی واپس تھانہ چلے گئے۔ یہ اُن کا پہلا کارنامہ نہیں تھا وہ مسلمانوں کے ساتھ پہلے بھی یہی کرتے رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اِن حضرات کی بڑی مدد فرمائی یہ سب زندہ رہے اَور کناروں پر لگ گئے۔ البتہ یہ سب بے ہوش ہوگئے تھے۔ ان میں سے ایک کو ہوش آیا اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا، پانی سے اپنے ساتھیوں کو نکالا۔ وہ سب ہوش میں آگئے دیکھا تو ایک جھاڑی میں وہ پوٹلی بھی اَٹکی ہوئی تھی جس میں پیسے تھے، اپنے کپڑے سُکھائے نوٹ سُکھائے پھر بستی کی طرف رُخ کیا لیکن جس بستی میں پہنچے وہ وہی بستی تھی جس کے سپاہیوں نے اِنہیں دریا بُرد کیا تھا۔ اب پھر سپاہی پکڑ کر تھانہ لے گئے تھانہ دار نے تحقیق کی کہ اِنہیں جھال میں ڈالا گیا تھا یا نہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں یا اِن کے مشابہ اَور کوئی ہیں؟ اِن کے نام اَور حلیہ جو اپنے پاس درج تھا ملایا۔ (حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ فوٹو ملائے) اِس کے بعد متأثر ہوکر اِن کی باتیں سُنیں، پھر اِنہیں مسجد میں جانے کی اِجازت دی۔ اِن سے الگ تنہائی میں بھی باتیں کیں اَور مشرف باسلام ہوا۔

(اور اُس نے) اِن حضرات کی زبانی حضرت مولانا یوسف صاحب کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ میں اِس نام سے خط لکھا کروں گا، آپ اِس طرح اِس پتہ پر جواب دیا کریں، اگر کہیں اَور کا تبادلہ ہوگا تو پتہ لکھوں گا (پھر اُس کے خطوط آتے رہے)۔ مولانا نے اِرشاد فرمایا کہ تھانہ دار نے اِن لوگوں سے کہا کہ یہاں میں آپ کو زیادہ نہیں ٹھہرا سکتا میری ملازمت کا معاملہ ہے اور آپ پنجاب میں آگے نہ جائیں کیونکہ حالات

---

[۱] دریاؤں سے نہریں نکالنے کے لیے بند باندھا جاتا ہے اَور دریا کا مطلوبہ سطح سے زائد پانی دریا ہی میں بند کے دروازوں کے اُوپر سے گرتا رہتا ہے اِسے جھال کہتے ہیں یہ اُونچائی سے گرتا ہے تو تیز بھی ہوتا ہے۔

بہت خراب ہیں۔ یہ لوگ اُس کی خاطر داری میں نفی میں جواب نہیں دے سکے۔ وہاں سے جس سمت اُس نے بتلایا تھا کہ اِدھر سے واپس چلے جائیں روانہ ہوگئے۔ دُور نکلنے کے بعد مشورہ کیا جس میں یہ طے ہوا کہ ہم جتنے روز کے اِرادہ سے آئے ہیں اور جس طرح کام کرنے کے اِرادہ سے آئے ہیں اُسی طرح پورے عرصہ کام کرنا چاہیے اِس لیے پھر اپنی اَٹکل سے کسی اَور سمت کا راستہ اختیار کیا لیکن چلتے چلتے وہی تھانہ پھر سامنے آگیا اِس دفعہ تھانہ دار نے بات سن کر اِنہیں خدا کے حوالہ کیا اور آگے جانے دیا۔

آپ اَندازہ کریں کہ اِس جماعت کی ایمانی قوت اِس واقعہ کے بعد کتنی بڑھ گئی ہوگی۔ اُن کے لیے اَب کوئی مقام پُر خطر نہ رہا ہوگا۔ ہمارے اِس طبقہ کی حالت جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا کہتا ہے یہ ہے کہ مذہب سے نا آشنا ہے اِس لیے اِسلام کی طرف دعوت کے تصور سے عاری ہے اَور اِس بارے میں وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہے اِس کی معراجِ تصور یورپ کی تقلید اَور نقل ہے۔ اِسلام کی ہر اُس بات پر وہ خود بھی معترض ہو جاتا ہے جس پر غیر مسلم اہلِ یورپ مفسد مستشرقین معترض ہوں وہ اُن کے سامنے بے وجہ کھسیانہ اَور شرمندہ رہتا ہے جس کی وجہ اپنے دین سے ناواقفیت ہے اور پاکستان میں بہت بڑا طبقہ ایسا ہی ہے ایسا طبقہ اِسلام کی طرف دعوت دینے کا خیال بھی نہیں کرسکتا یہی حال اَب تک چلا آرہا ہے۔ (اور یہی حال مسلم لیگ میں شامل نوابوں، سرداروں اور خان بہادروں کا تھا، اِلّا ماشاء اللہ)۔ اِنہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ کون سی بات جائز ہے اَور کون سی ناجائز، اور کون سی بات کرنی چاہیے اَور کون سی نہیں۔ عزیز احمد صاحب [1] نے گاندھی کی سمادھی پر سچ مچ فاتحہ پڑھی ہمارے سابق سفیر ہند سیّد فدا حسین نے جاتے ہی تقریر میں کہہ دیا کہ ''قائد اعظم کی آخری خواہش یہ تھی کہ بمبئی آکر وکالت کرتے یہاں کے اخبارات نے یہ خبر نہ دی ہو لیکن اِنڈیا میں چھپی ہے اور الجمعیۃ اخبار میں ۶یا ۷ جنوری ۷۷ء کو اِس پر اِداریہ لکھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے ہر اپنے سے بڑے سے مرعوبیت اِن کا خاصہ بن گیا ہے جس میں حواس کھو بیٹھتے ہیں۔

(ج) اِس کے بالمقابل ہندوستان میں آج بھی ہندو اَور سکھ مسلمان ہو رہے ہیں اَور خود بخود بھی متاثر ہوکر اِسلام قبول کررہے ہیں۔ حال ہی میں ایک نوعمر لڑکا کلیر شریف آیا اور مسلمان ہوگیا۔ وہ وہاں ہر نماز

---

[1] سابق وزیرِ خارجہ پاکستان۔ محمود میاں غفرلہٗ

میں صفِ اوّل میں ہوتا ہے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر رہا ہے یہ واقعہ تو چند روز ہوئے ایک دوست سے معلوم ہوا جو وہاں گئے تھے اَور اُن کی اُس سے ملاقات بھی رہی تھی ۔ باقی ایسے واقعات جابجا ہوتے رہتے ہیں میں نے اَور مقامات کے بارے میں بھی سُنے ہیں ۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی مذہبی باطنی قوت یہاں کے مسلمانوں سے زیادہ ہے وہ محاسنِ اِسلام اَور سیرتِ پاک بیان کرتے ہیں جس سے دعوت الی الاسلام کا فائدہ ہوتا رہتا ہے ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تک ہمارے اکابر کی یورپ سے ہمیشہ پنجہ کشی رہی ہے وہ اُن کی ہر رَگ و پے سے واقف تھے ۔ حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمہ اللہ یورپ کی جدید سیاست کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

''یورپین اقوام عمومًا اَور برطانیہ خصوصًا اپنے اغراض و مقاصد کے لیے خواہ وہ کسی قدر بھی مذموم اور مشئوم ہوں ہر قسم کے جائز اَور ناجائز ذرائع اَور وسائل کو استعمال کرنا نہ صرف مباح سمجھتی ہیں بلکہ ضروری اَور فرض خیال کرتی ہوئی عمل درآمد کرتی رہی ہیں ، اِس راہ میں ہر ہر قسم کی ڈپلومیسی اَور دجل وفریب اَور ہر ہر نوع کی منافقت اَور بد دیانتی کو انتہائی کمال اور سیاست شمار کرتی ہیں ۔ تہمت تراشی اور اِفتراء پردازی دروغ گوئی اور بہتان بندی اُن کے یہاں اَوجِ کمال کی مقدس سیڑھیاں ہیں جن کے لیے نہ صحافتی ذمہ داریاں مانع ہوتی ہیں نہ اِنسانی اخلاق اور مذہبی تعلیمات سدِّ راہ بنتی ہیں ، یہی اُن کا نصب العین اور مقصدِ زندگی ہے اور یہی اُن کا معیارِ عروج و ترقی ہے ۔ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ. (سُورۂ رُوم پ ۲۱ ع ۴)

جس قدر بھی کوئی دُشمن ڈپلومیٹک اَور دروغ گو ہے وہی سب سے زیادہ پولیٹکل اَور صاحبِ کمال سیاسی ہے ۔ اُن کو اِن اُمور میں گوئے سبقت حاصل کرنے میں نہ حیاء و شرم مانع ہوتی ہے اَور نہ مخلوق کی مظلومیت اور اُن کے احتجاجات اَور تنقیدات کی پروا ہوتی ہے ۔ اِن کی گذشتہ تاریخ اَور روزمرہ کے واقعات اِس پر پوری طرح روشنی ڈالتے

ہیں۔آج بد قسمتی سے یورپ زدہ ایشیائی اقوام عموماً اَور نوجوانانِ ہندوستان خصوصاً اُن کی اِس ملعون تہذیب سے متأثر ہوکر اُسی طرز کو محمود سمجھتے اَور اُسی پر عمل درآمد کرنا فخر سمجھتے ہیں اور یہ زہر اُن کے رگ وجسم میں اِس قدر سرایت کرگیا ہے کہ ایسے اُمور کی قباحت اَور شناعت بھی اُن کے ذہن ودماغ سے جاتی رہی۔'' (کشفِ حقیقت ص ۲،۳)

اکابر جمعیة علماء کے سامنے اِسلام کی سربلندی تھی اَور دُشمنانِ اِسلام کے ساتھ جہاد۔ دُشمنانِ اسلام میں سب سے بڑا دُشمن یورپ تھا اَور اُس میں برطانیہ سب سے بڑی طاقت تھا، یہ حضرات اَور اِن کے اکابر انگریز کی چالبازیوں کو پوری طرح سمجھتے تھے ہر چیز پر نظر رکھتے تھے۔علماء کے اِس طبقہ کی ساری عمریں اِس جہاد میں گزری تھیں اُن کی تمام تحریرات جذبۂ جہاد اَور ترغیبِ جہاد وتعلیم ذکر اللہ سے بھری ہوئی ہیں اَور خود اُن کی زندگیاں علم وعمل تقوی اَور جہاد کا اعلیٰ ترین نمونہ تھیں۔

اِن حضرات کے پیش نظر عالمی سطح کے پروگرام رہتے تھے، وہ برسہابرس سے اِس نتیجہ پر پہنچے ہوئے تھے کہ اگر ہندوستان سے انگریز چلے جائیں تو عرب ممالک بھی سب آزاد ہو جائیں گے اِن کے جلسوں میں اِسی مضمون کی نظمیں پڑھی جاتیں اور اِسی قسم کی تقاریر ہوتیں۔

اِن ہی کی مسلسل قربانیوں اَور جدوجہد کے بعد بالآخر وہ دَور آیا جب حکومتِ برطانیہ یہ طے کرنے پر مجبور ہوگئی کہ ہندوستان کو آزاد کرنا ہی پڑے گا۔

اُس وقت ہندوستان میں بہت سی پارٹیاں تھیں لیکن اُن میں مسلم جماعتوں میں جمعیة علماءِ ہند اَور مسلم لیگ کے معاملات حضرت مدنی سے متعلق ہیں۔ اِس لیے مختصرًا ہم نے یہ خاکہ بیان کیا۔ جب اُن حضرات کی جدوجہد کے کامیاب ہونے کا وقت آنے لگا تو برطانیہ میں حزبِ اختلاف واقتدار میں سے ایک کی رائے ہوئی تھی کہ مقبوضہ ممالک کو آزادی دی جائے۔ جب وہ پارٹی برسرِ اِقتدار آئی جس کی یہ پالیسی تھی کہ وہ مقبوضہ علاقوں کو آزادی دے تو اُس وقت بھی اَکابرینِ جمعیت قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے۔ جب عالمی جنگ ختم ہوئی تو یہ لوگ جیل سے باہر آئے، اُنہوں نے اِس صورت میں اپنے قدیم ذہن سے مسلمانوں کے لیے بہترین حل سوچا۔

یہ لوگ فکرِ ولی اللّٰہی کے وارث چلے آرہے تھے اُنہوں نے مسلمانوں کے لیے ایسا فارمولا ترتیب دیا کہ جس کی رُو سے مسلمان پورے ہندوستان میں ایک مؤثر طاقت بن کر رہیں۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اِن حضرات کے پیش نظر پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی فلاح کا مسئلہ تھا۔ وہ کہتے تھے کہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں مسلمانوں کی خودمختار ریاست بن جانے سے ریاست نہایت کمزور ہوگی کیونکہ اُس مسلم ریاست میں مسلمان ساڑھے پچپن فیصدی اَور غیر مسلم [1] ساڑھے چوالیس فیصدی ہوں گے جو مسلم ریاست میں کسی بھی وقت ڈیڈ لاک پیدا کر سکتے ہیں وہ کمزور اقلیت نہ ہوں گے۔ اَور ہندوستان کے باقی صوبوں میں مسلمان صرف گیارہ فیصدی رہ جائیں گے جو بہت کمزور اقلیت ہوگی، اپنا تحفظ نہ کر سکے گی۔ لہٰذا خودمختار ریاست سے متوقع فائدہ نہ ہو سکے گا اَور ہندوستان میں اَقلیت کو شدید نقصان اُٹھانا پڑے گا۔

اِس لیے بہتر صورت یہ ہے کہ مسلم اَکثریت والے صوبوں میں مذہبی تحفظ کی مضبوط اَور دُور رَس شکلیں منظور کرائی جائیں۔ یہ اِجمال ہے اَور اُن کے فارمولے کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظمِ اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ علماءِ ہند نے اپنے ایک مضمون کے آخر میں زعمائے مسلم لیگ کو مل کر بیٹھنے اَور غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے وہ فرماتے ہیں :

صحیح طریقہ کار

آخر میں بصد عجز واِلحاح پاکستانی اَور لیگی حضرات کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ صحیح طریق کار وہ نہیں ہے جو مسلم لیگ کے قائد اعظم نے اختیار کر رکھا ہے۔ بلکہ مسلم مفاد کے لیے سب سے بہتر طریق کار یہ ہے کہ تمام مسلم جماعتیں پارٹی بازی یا جماعتی برتری کے غیر اِسلامی تصور سے بالاتر ہو کر ایک جگہ بیٹھیں اَور پھر دیانت وسنجیدگی کے ساتھ تمام پیش کردہ مسلم اِسکیموں پر غور کریں تاکہ سب مسلمان ایک نقطے پر جمع ہو کر متفقہ طور سے ایک مُسلّم مطالبہ کانگریس کے سامنے پیش کر سکیں اَور کسی جماعت اَور کسی پارٹی کو اِس سے اِختلاف نہ ہو۔

---

[1] مشرقی پنجاب سمیت پاکستان ہوتا اَور نقل آبادی نہ ہوئی ہوتی تو پاکستان میں غیر مسلموں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی۔

چونکہ جمعیۃ علماءِ ہند بار بار اِس اقدام کے لیے مسلم لیگ کو خصوصیت کے ساتھ دعوت دے چکی ہے اِس لیے مسلم لیگ کا فرض ہے کہ وہ اِس دعوت کو قبول کرنے کا اعلان کرے ورنہ تو ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ حالت کا نتیجہ محض یہ ہے کہ صرف حکومت اِس سے فائدہ اُٹھارہی ہے اَور خدا جانے کب تک اُٹھاتی رہے گی۔ وہ کبھی پاکستانی حضرات کو طفلِ تسلی دیتی رہے گی اَور کبھی کانگریسیوں کو سراہنے لگے گی۔

اگر میری اِس گذارش کو نیک خواہی پر محمول کر کے اِس صحیح طریق کار کو اختیار کرلیا جائے تو اگرچہ آج ہندوستان کو ڈومی نین اسٹیٹس (درجہ نو آبادیات) سے زیادہ نہ ملے مگر اِس کے بعد وہ وقت بھی جلد ہی آجائے گا جب تھوڑی سی جدو جہد سے ہمارا یہ ملک آزادئ کامل کی منزل تک بھی پہنچ جائے گا۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

(جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۱۲

حضرت سودَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

ہجرت :

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ تین سال تک مکہ معظّمہ میں رہے پھر جب اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ہجرت کی اِجازت مل گئی تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اَور دونوں حضرات اپنے اہل وعیال کو مکہ ہی میں چھوڑ گئے جن میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ اَور ابو رافع رضی اللہ عنہما کو دو اُونٹ دے کر بھیجا تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اَور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اَور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو لے کر آئیں چنانچہ وہ اُن کو لے کر آئے اَور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ اپنے کنبہ کو اُن کے ساتھ لے گئے جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ (الاستیعاب)

قد وقامت :

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد مبارک لمبا تھا جسم بھاری تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں، جسم بھاری ہونے کی وجہ سے اُن کو اجازت دے دی تھی کہ مزدلفہ سے اَور لوگوں سے قبل روانہ ہو جائیں تاکہ اَژدھام سے تکلیف نہ ہو۔ (الاصابہ)

عبادت اَور آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری :

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے متعلق البدایہ میں حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں : وَکَانَتْ ذَاتَ عِبَادَةٍ وَّ وَرْعٍ وَّزَهَادَةٍ عبادت اَور تقوی اَور زُہد والی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ اِس پر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اِس سختی سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کو بھی نہ گئیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج وعمرہ دونوں کر چکی ہوں اَب خدا کے حکم کے

مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مَا مِنَ امْرَأَةٍ اَحَدٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ فِیْ مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ اِلَّا اَنَّ فِیْهَا حِدَّةً تَسْرَعُ مِنْهَا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ میں اُس کے قالب میں ہوتی، اُن میں صرف اِتنی بات تھی کہ مزاج میں تیزی تھی جو ظاہر ہو جاتی تھی اَور جلدی چلی جاتی تھی۔ (مسلم)

ظرافت :

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں ظرافت بھی تھی آنحضرت ﷺ کو کبھی کبھی ہنسا دیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ عرض کیا کہ کل رات میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نفل نماز پڑھی باوجودیکہ میں ساتھ تھی آپ ﷺ نے (اتنا لمبا) رکوع کیا جس سے مجھے نکسیر چھوٹ جانے کا خوف ہو گیا اَور میں نے اِس کے ڈر سے ناک پکڑلی۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ کو ہنسی آگئی۔ (الاصابہ)

سخاوت :

اللہ جل شانہٗ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو صفتِ سخاوت سے نوازا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی جس میں کافی رقم تھی، لانے والے سے پوچھا اِس میں کیا ہے؟ عرض کیا درہم ہیں، فرمایا (درہم) جو کھجوروں کی طرح تھیلی میں بھرے ہوئے ہیں؟ یہ فرما کر اُن سب کو تقسیم فرمادیا۔ (الاصابہ)

اَزواجِ مطہرات میں حشر ہونے کی تمنا :

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوگئی تھیں، اُن کو خیال ہوا کہ کہیں آنحضرت ﷺ مجھے طلاق [1] نہ دے دیں لہٰذا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے شوہر والی خواہش تو ہے نہیں، آپ مجھے اپنے نکاح میں رکھیں اَور میری باری کا دِن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا کریں، میں چاہتی ہوں کہ آپ کی بیویوں میں قیامت کے

---

[1] یہ روایت ترمذی شریف کی ہے (کما فی الاصابہ) کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق کا خطرہ ہو گیا تھا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے اِن کو طلاق دی تھی، اِس پر اُنہوں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کی اَزواج میں شمار ہو کر قیامت میں اُٹھنا چاہتی ہوں لہٰذا آپ ﷺ نے رُجوع فرمالیا۔

روز میرا حشر ہو، چنانچہ آپ نے منظور فرمالیا، لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ م بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال نامناسب روّیہ بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اِس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم طور پر صلح کرلیں اَور صلح بہتر ہے۔ مجمع الزوائد میں یہ بھی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں آپ کی بیویوں کے ساتھ اپنا حشر چاہتی ہوں تاکہ جو ثواب اُن کو ملے مجھے بھی ملے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دِن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا جس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اپنی زندگی میں (جبکہ نو بیویاں بیک وقت آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں) آٹھ بیویوں کے پاس باری باری سے رات گزارا کرتے تھے (مشکوۃ شریف) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو رات باقی اَزواج کو ایک ایک رات دیا کرتے تھے۔

نزولِ حجاب :

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اِس بات کو بہت چاہتے تھے کہ عورتوں کے لیے پردہ کا حکم نازل ہوجائے خصوصًا آنحضرت ﷺ کی اَزواجِ مطہراتؓ کے پردہ کا بہت ہی خواہاں تھے لیکن آنحضرت ﷺ (وحی کے بغیر) اِس حکم کو جاری نہ فرمارہے تھے اَور آپ ﷺ کی بیویاں (دیگر صحابیات کی طرح رات کے وقت قضائے حاجت کے لیے جنگل جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رات کو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اِسی مقصد کے لیے نکلیں، راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد لمبا تھا لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو پہچان لیا اگرچہ وہ کپڑوں میں اچھی طرح لپٹی تھیں پھر بھی قد کی وجہ سے پہچان ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اَے سودہ (رضی اللہ عنہا) ہم تمہیں پہچان گئے اَور مقصد اِس کہنے کا یہ تھا کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہوجائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمادی۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے جو اُنہوں نے کتاب الوضوء میں ذکر کی ہے پھر کتاب التفسیر میں اِس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے نکلیں، اُن کا جسم بھاری اَور قد خوب لمبا تھا جس کی وجہ سے ضرور پہچان لی جاتی تھیں۔ جاتے ہوئے اُن کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اَور کہا اے سودہؓ اللہ کی قسم (باوجود کپڑوں

میں خوب لپٹ جانے کے) تمہارا پردہ ہم سے اِس طرح نہیں ہوتا ہے کہ ہم یہ بھی نہ پہچان سکیں کہ یہ کون ہیں، اَب تم غور کرلو کہ کیسے باہر نکلتی ہو۔ یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا واپس لوٹ آئیں اَور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں قضائے حاجت کے لیے نکلی تھی کہ راستہ میں عمر رضی اللہ عنہ مل گئے اَور اُنہوں نے ایسا ایسا کہا۔ اُس وقت آنحضرت ﷺ میرے گھر میں موجود تھے۔ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے اَور ہاتھ مبارک میں ہڈی تھی جس میں سے گوشت چھڑا کر کھانے میں مشغول تھے۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اَور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو قضائے حاجت کے لیے نکلنے کی اجازت (اللہ کی طرف سے) دے دی گئی۔ نزولِ وحی کے وقت وہ ہڈی آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں رہی۔ دونوں روایتوں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ٹوک کر پردہ کا حکم نازل فرمایا اَور اِس کے بعد پھر زیادہ اہتمام کے لیے یہ بھی چاہتے تھے کہ قضائے حاجت کے لیے ازواجِ مطہرات جنگل نہ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ضرورت کی وجہ سے قضائے حاجت کے واسطے جنگل جانے کی اجازت دے دی۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب گھروں میں بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ اِس کے بعد جب بیت الخلاء گھروں میں بن گئے تو جنگل جانا موقوف ہوگیا اَور پردہ کا حکم بھی سب عورتوں کے لیے نافذ کردیا گیا۔

وفات :

صاحب الاستیعاب لکھتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی اَور یہی الاصابہ میں ابن ابی خیثمہ سے نقل کیا ہے اَور لکھا ہے کہ : **وَيُقَالُ مَاتَتْ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّخَمْسِيْنَ وَرَجَّحَهُ الْوَاقِدِيُّ** (الاصابہ) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اِنہوں نے ۵۴ھ میں وفات پائی اَور واقدی نے اِس قول کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے بھی ابن جوزی کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اِن کی وفات ۵۴ھ ہی ذکر کی ہے اَور آخر میں ابن خیثمہ کا قول بھی نقل کردیا ہے کہ : **تُوُفِّيَتْ فِيْ اٰخِرِ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ . وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ ۔**

قسط : ۱۳

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اورشرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

چھوٹے بچوں کی پرورِش سے متعلق ضروری ہدایات وآداب مفید احتیاط اَور تدبیریں :

☆ بچہ کے لیے سب سے بہتر ماں کا دُودھ ہے بشرطیکہ مسان سوکھے کا مرض نہ ہو، اگر مسان کا مرض ہوتو سب سے زیادہ نقصان دہ ماں کا دُودھ ہے۔ تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچہ کے منہ میں دے تو بچہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر یہ عادت بنالیں کہ ہر دفعہ دُودھ پلانے سے پہلے ایک اُنگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے۔

☆ اگر بچہ کو اَنا (دُوسری عورت) کا دُودھ پلانا ہوتو ایسی عورت تجویز کرنا چاہیے جس کا دُودھ اچھا ہو اَور وہ عورت جوان ہو اَور اُس کا دُودھ تازہ ہو یعنی اُس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو۔ اَور اُس کی عادتیں اچھی ہوں وہ دیندار ہو، احمق بے وقوف بے شرم بد چلن کنجوس لالچی نہ ہو۔ دُودھ پلانے والی عورت کوئی نقصان دہ چیز نہ کھائے۔

☆ جب بچہ سات دِن کا ہو جائے تو گہوارہ (جھولے) میں جُھلانا اَور گیت سنانا اُس کو بہت مفید ہے گود میں لیں یا گہوارہ میں لٹائیں بچہ کا سر اُونچا رکھیں۔ جھولے کی زیادہ عادت بچہ کو نہ ڈالیں کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اَور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اِس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔

☆ بچہ کو الگ سُلائیں اَور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو چار پائیاں ملا کر بچھا دیں یا اُس کی دونوں کروٹ دو تکیے رکھ دیں تاکہ گر نہ پڑے۔ اَور پاس سُلانے میں ڈر یہ ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے نیچے نہ دب جائے، ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں اگر صدمہ پہنچ جائے تو کوئی تعجب نہیں۔ ایک جگہ اِسی طرح ایک بچہ رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا۔

☆ چھوٹے بچہ کو عادت ڈالیں کہ وہ سب کے پاس آیا جایا کرے۔ ایک آدمی کے پاس زیادہ جانے سے اگر وہ آدمی خدانخواستہ مر جائے یا کہیں چلا جائے تو بچہ کے لیے مصیبت ہو جاتی ہے۔

☆ روزانہ بچہ کا ہاتھ منہ گلا کان گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔

☆ جب بچہ پیشاب پاخانہ کرے تو فوراً پانی سے صاف کر دیا کریں۔ خالی کپڑے وغیرہ سے پوچھنے پر بس نہ کیا کریں اِس سے بچہ کے بدن میں خارش اَور سوزش (جلن) پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر موسم ٹھنڈا ہوا تو پانی ہلکا گرم کریں۔

☆ جب دُودھ چھڑانے کے دِن قریب آئیں اَور بچہ کچھ کھانے لگے تو اِس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں اِس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اَور ہمیشہ کے لیے دانت کمزور رہیں۔ ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلائیں نہ پانی زیادہ پلائیں اِس سے معدہ ہمیشہ کے لیے کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اَور جس طرح ہو سکے بچہ کو سُلا دیں اِس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے۔

☆ جب بچہ کھانے لگے، انا (کھلانے والی عورت) پر بچے کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تاکہ بے اندازہ (ضرورت سے زیادہ) کھا کر بیمار نہ ہو جائے۔

☆ جب کچھ سمجھ دار ہو جائے تو اُس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دُھلوا دیا کریں۔ اَور دائیں ہاتھ سے کھانا سکھلائیں اَور اِس کو کم کھانے کی عادت (ڈلوائیں) تاکہ بیماری اَور لالچ سے بچا رہے۔

☆ بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالو بلکہ موسمی چیزیں سب کھلاتے رہو تاکہ عادت رہے البتہ بار بار نہ کھلاؤ۔ جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دُوسری نہ دو۔ اَور کوئی چیز اِتنی نہ کھلاؤ کہ ہضم نہ ہو سکے۔ اَور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دو، خاص طور پر لڑکیوں اَور بچوں کو تاکید رکھو کہ کھانا کھانے اَور پینے میں نہ ہنسیں اَور نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے لقمہ یا پانی ناک کی طرف چڑھ جائے اَور جس قدر میسر ہو بچوں کو اچھی غذا دو۔ اِس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی تمام عمر کام آئے گی خاص کر جاڑوں میں میوہ یا تیل کے لڈو کھلایا کرو، ناریل اَور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اَور چنونے پیدا نہیں ہوتے اَور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔

☆ بچہ کو تاکید کریں کہ اگر کوئی اُس کو کھانے پینے کی چیز دے تو گھر لا کر ماں باپ کے سامنے رکھ دے خود ہی نہ کھالے۔

☆ بچہ کو عادت ڈالیں کہ اپنے بڑوں کے علاوہ اَور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اَور نہ بغیر اِجازت کے کسی کی دِی ہوئی چیز لے۔

☆ بچہ کو بہت لاڈ پیار نہ کریں ورنہ برباد ہو جائے گا۔

☆ بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہنائیں اَور بہت گوٹہ کناری بھی نہ لگائیں البتہ عید بقرعید میں مضائقہ نہیں۔

قسط : ۲ ، آخری

ہیں کواکب کچھ ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

راہبر کے رُوپ میں راہزن

زید زمان المعروف زید حامد کا تعارف اور اِن جیسے دُوسرے ملحدین کا طریقۂ وَاردات
اور اِن کے دجل وفریب سے بچنے اور محفوظ رہنے کی تدابیر

﴿ حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری مدظلہم ﴾

قدرتِ الٰہیہ کا اُصول ہے کہ ہر شر میں کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو نکل آتا ہے، چنانچہ ہماری اِس مختصر سی تحریر کی اشاعت کے بعد اگرچہ اپنے ہی حلقہ کے کچھ حضرات کو اِضطراب اور بے چینی ہوئی اور رَاقم کو اُن کی تیز وتند تنقید کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اِس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اِس کی برکت سے ایک فتنہ اَور فتنہ پرور کی سازش بے نقاب ہوگئی اَور مستقبل میں اِس کے خطرناک اور تباہ کن نقصانات کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنے کا موقع مل گیا، خدا کرے کہ ہماری یہ ادنیٰ سی کوشش مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت وصیانت کا اَور زید زمان کی ہدایت وتوبہ کا ذریعہ ثابت ہو۔

جناب زید حامد اور اُس سے اخلاص رکھنے والے مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھے نہ تو زید حامد سے کوئی ذاتی پرخاش ہے اَور نہ ہی میرا اُس سے کوئی جائیداد یا خاندان کا جھگڑا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میرا آج تک اُس سے آمنا سامنا بھی نہیں ہوا، اس لیے اگر وہ آج اپنے اِن عقائد ونظریات سے توبہ کرلے یا کذاب یوسف علی پر دو حرف بھیج دے تو میں اُس کو گلے لگانے کو تیار ہوں اور اپنی اِس تحریر سے کھلے

دل سے رُجوع کا اعلان کردُوں گا، تاہم جب تک وہ یوسف علی کذاب کے عقائد ونظریات سے منسلک ہے یا اُس سے براءت کا اعلان نہیں کرتا، وہ حضور ﷺ کا باغی اَور غدار ہے اور حضور ﷺ کا باغی وغدار اَپنے اَندر چاہے کتنا ہی خوبیاں اور کمالات کیوں نہ رکھتا ہو، وہ ہمارے اَور کسی سچے مسلمان کے لیے ناقابلِ برداشت ہے، اِس لیے ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان اُس کو اپنا یا مسلمانوں کا نمائندہ اَور ترجمان باور کرے۔

الغرض ہماری معلومات اور تحقیق کے اعتبار سے زید حامد یوسف کذاب کا خلیفۂ اوّل، اُس کا جانشین، اُس کا صحابی، اُس کے عقائد ونظریات کا داعی، علمبردار اور اُس کی فکر وفلسفہ کا پرچارک ہے اَور وہ آج بھی اُن ہی خطوط پر گامزن ہے جن پر مدعی نبوت یوسف کذاب اِسے چھوڑ کر گیا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ یوسف کذاب کی زندگی میں وہ کھل کر اُس کا حامی تھا، اَب جب اُس نے دیکھ لیا کہ حالات سازگار نہیں ہیں تو اُس نے باطنیوں کی طرح اپنے عزائم ومنصوبوں کی تکمیل کے لیے اپنی تحریک کو زیرِ زمین کر دیا ہے اَور اُس نے اپنی حکمتِ عملی کسی قدر تبدیل کر لی ہے۔لہٰذا زید حامد کا یہ کہنا کہ میں کسی یوسف کذاب کو نہیں جانتا یا اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں ''عذر گناہ بدتر اَز گناہ'' کے مترادف ہے، ہاں اگر وہ یہ کہتا کہ میرا اُس سے تعلق تھا مگر اَب میں نے اُس کے عقائد ونظریات سے توبہ کر لی ہے پھر اپنی توبہ کے ثبوت کے طور پر توبہ نامہ اَور توبہ کے گواہ پیش کر دیتا تو کسی کو کیا حق پہنچ سکتا تھا کہ وہ کسی توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول نہ کرے؟

بہرحال ذیل میں ہم زید حامد کا تعارف، اُس کے یوسف کذاب سے تعلق، اُس کی صحابیت، اُس کی خلافت، اُس کی زندگی کے اِنقلابات اور قلابازیوں کی مختصر رُوئیداد عرض کرنا چاہیں گے، لیجیے پڑھیے اور سر دُھنیے :

(1) زید حامد کے زمانہ طالب علمی کے اَور شروع کے دوستوں کا کہنا ہے کہ زید حامد کا اَصل نام ''زید زمان حامد'' ہے، اُس کا شناختی کارڈ نمبر یہ ہے: 3740510713477، اُس کا باپ فوج کا ریٹائرڈ کرنل تھا، اُس کا نام ''زمان حامد'' تھا، ۱۳۔بی بلاک ۶، پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی کے علاقہ نرسری میں چنیسر ہالٹ اور شاہراہ فیصل کے بیچ میں واقع کے ایف سی والی گلی میں پیچھے اُس کی رہائش تھی، ۱۹۸۰ء میں حبیب پبلک سکول سے میٹرک کیا، سکول کی تعلیم کی تکمیل کے بعد اُس نے کالج میں داخلہ لیا، کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اُس نے ۱۹۸۳ء میں این ای ڈی یونیورسٹی میں داخلہ لیا، این ای ڈی سے اُس نے بی اے

کی ڈگری حاصل کی، اِس کے علاوہ اُس نے پوسٹ گریجویشن، ایم ایس اَور پی ایچ ڈی وغیرہ نہیں کی اور نہ ہی وہ درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ رہا ہے، لہٰذا اُسے ڈاکٹر یا پروفیسر وغیرہ کہنا اَور لکھنا غلط ہے، جس زمانہ میں وہ این ای ڈی میں داخل ہوا، ایک ماڈرن نوجوان تھا لیکن بہت جلد ہی اُس کا اِسلامی جمعیت طلباء کے ساتھ تعلق ہوگیا اور اِسلامی جمعیت طلباء کے سرگرم کارکنوں میں سے شمار ہونے لگا۔

زید حامد جمعیت کے دُوسرے کارکنوں کے مقابلہ میں نسبتاً لمبی ڈاڑھی، سر پر پکول پہنے، سبز اَفغان جیکٹ کلاشنکوف زیب تن کیے دکھائی دیتا تھا، زید زمان شروع سے غیر معمولی ذہین وذکی تھا، اُن دنوں چونکہ جہادِ افغانستان کا دَور تھا، اِس لیے تحریکی ذہن کا یہ نوجوان بھی عملی طور پر جہادِ افغانستان کے ساتھ منسلک ہوگیا اور بڑھتے بڑھتے اُس کا جہادِ افغانستان کے بڑے لوگوں جلال الدین حقانی، حکمت یار اور اَحمد شاہ مسعود سے تعلق ہوگیا اَور عملی جہاد اَور گوریلا جنگ کے تجربات کا حامل قرار پایا، اُردو اُس کی مادری اَور انگلش اُس کی تعلیمی زبان تھی جبکہ پشتو اَور فارسی اُس نے افغانستان میں رہ کر سیکھی تھی، اِس لیے وہ اُردو، انگلش، پشتو اور فارسی بے تکلف بولنے لگا۔ اِسی دوران اُس کو جلال الدین حقانی، حکمت یار اور اَحمد شاہ مسعود سے نہ صرف تقرب حاصل ہوگیا بلکہ حکمت یار اَور ربانی کے پاکستانی دَوروں کے موقع پر وہ اُن کا ترجمان ہوتا تھا، اِس طرح دُوسرے جہادی اور تحریکی راہنماؤں سے بھی اُس کے قریبی مراسم ہوگئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد یہ برنکس نامی ایک سیکورٹی کمپنی کا منیجر بن کر ۱۹۹۲ء میں کراچی سے راولپنڈی چلا گیا، پھر کچھ عرصہ بعد اُس نے برنکس کمپنی چھوڑ کر براس ٹیکس کے نام سے اپنی کمپنی بنائی اور اِسی کے نام سے ویب سائٹ بھی ترتیب دی، آج کل اُس کی تمام سرگرمیاں اِسی کمپنی اور ویب سائٹ کی مرہونِ منت ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق زید حامد اِس وقت مکان نمبر 777، عمار شہید روڈ، چکلالہ اسکیم III، راولپنڈی میں رہائش پذیر ہے، جبکہ اُس کے شناختی کارڈ کی کاپی کے اعتبار سے اُس کا پتہ یہ ہے: مکان نمبر A-9 اسٹریٹ 2، چکلالہ 2، راولپنڈی۔

(2) جناب سعد موٹن صاحب بھی اِسلامی جمعیت طلباء کے سرگرم کارکن تھے، اُن کا کہنا ہے کہ زید زمان سے میرا تعارف یوسف علی کے خاص مقرب رضوان طیب نے کرایا، یہ اُس زمانہ کی بات ہے جب افغان جہاد کے آخری دِن چل رہے تھے اَور طالبان کابل کو فتح کر کے حکومت بنانے کی پوزیشن میں آگئے تھے، کراچی کے کچھ لوگ تیار ہو کر افغان جہاد میں حصہ لینے جارہے تھے، جب طالبان حکومت بنی تو کچھ

لوگوں نے سوچا کہ کیوں نہ پاکستان میں طالبان طرز کی خلافت قائم کی جائے ، مذہبی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے یہی کہنا کافی تھا، رضوان طیب کے اِسلامک سینٹر کے پلیٹ فارم پر زید زمان سے ملاقات ہوئی، پھر یہ دونوں زید زمان اور رضوان طیب مسلم ایڈ کے لیے کام کرنے لگے اَور میں بھی اُن کے ساتھ کام کرنے لگا، مسلم ایڈ کا کارڈ آج بھی میرے پاس موجود ہے، میں اُن کے ساتھ فنڈز اَکٹھے کرتا تھا، ہم نے افغان جہاد کے حوالہ سے ایک مووی ''قصص الجہاد'' کے نام سے تیار کی تھی، زید زمان اُس کا ڈائریکٹر تھا، اُس سی ڈی کی سیل اَور فروخت کی ذمہ داری میری تھی۔

اِس کے بعد زید زمان کی ملاقات یوسف کذاب سے ہوئی اَور وہ اُس کو کراچی لے آیا۔ رضوان طیب، سہیل احمد اور عبدالواحد کراچی میں اُن کے شروع کے ساتھیوں میں سے تھے، اِن لوگوں نے خلافت کا آسرا دے کر کراچی سے ایک تحریک کا آغاز کیا اور اِسلامی جمعیت طلباء اَور جماعت ِاِسلامی کے لوگوں کو ٹارگٹ بنایا، ہر آدمی کو اُس کے رجحان کے حساب سے گھیرنے کی حکمت ِعملی وضع کی گئی، اگر کوئی جہاد سے متأثر تھا تو اُس کے حوالہ سے اور اگر کوئی تصوف یا کسی دُوسری فکر سے وابستہ تھا تو اُس لائن سے اُس کو قریب لانے کے لیے اُس فکر کے قصیدے پڑھے گئے، یوں کل کا مجاہد زید زمان ایک صوفی اور ذکر کی لائن کا آدمی بن کر اُبھرا اور اُس کو یوسف کذاب کا اِتنا قرب حاصل ہوا کہ وہ نعوذ باللہ اُس کا صحابی اور خلیفہ اوّل قرار پایا۔

(3) یوسف کذاب کے مقرب خاص اَور زید حامد کے دوست رضوان طیب کے بھائی منصور طیب کا فرمانا ہے کہ: میں زید حامد کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب اُس کا یوسف علی سے تعلق نہیں تھا، زید حامد ۱۹۸۸،۸۹ء کے انتخابات میں بہت سرگرم تھا، ۱۹۸۹ء میں اُس نے ایک تصویری نمائش کا اہتمام کیا اَور اِس کے لیے ایک ویڈیو فلم بھی تیار کی، اُس نمائش کا اہتمام سوسائٹی کے علاقہ میں مختلف مقامات پر کیا گیا، اُس زمانہ میں یہ مختلف جہادی راہنماؤں کے ترجمان کی صورت میں نظر آتا تھا، ہم اُس کی شخصیت سے بہت متأثر تھے، اور یہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑا جہادی راہنما سمجھتا تھا، اُس زمانہ میں اُس نے افغان جہاد کے حوالہ سے ایک ویڈیو فلم ''قصص الجہاد'' بھی تیار کی، ۱۹۹۳ء میں جہاد افغان ختم ہوگیا۔ تو یہ وہ دور تھا کہ اُس نے تمام مجاہد راہنماؤں کو گالیاں دینا شروع کردیں۔ ۹۴،۱۹۹۳ء میں زید حامد لاہور سے اپنے ساتھ یوسف کذاب کو لے آیا اور اُس کو سوسائٹی کے علاقہ کے تحریکی ساتھیوں سے متعارف کرایا اور کہا کہ یہ ایک بزرگ ہے جو صرف

ذکر کی بات کرتا ہے، اگر کوئی سوا لاکھ درود شریف کا وِرد کرے گا تو اُس کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت اَور دیدار ہوگا، میرے بڑے بھائی رضوان طیب یوسف علی سے منسلک ہوگئے اور اُن کے خاص مقربین میں شامل ہوگئے، اِس وجہ سے یوسف علی اَور زید حامد میرے گھر آتے تھے، زید زمان جس کا پہلے سے ہمارے گھر آنا جانا تھا یوسف علی کو ہمارے گھر لے آیا، اُس زمانہ میں اِسلامی جمعیت اور جماعت ِاِسلامی سے متأثر تین درجن سے زائد اَفراد اُس سے متأثر ہوئے، میرے بھائی تو اِس حد تک متأثر ہوئے کہ اُنہوں نے ہماری دُکان کا ایک حصہ بیچا اور یوسف کذاب کو ایک گاڑی خرید کر دی اور لاکھوں روپے نقد دیے، زید حامد یوسف کذاب کا مقربِ اوّل تھا اِس لیے پیسوں کی وصولی وہ کرتا تھا، میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ زید زمان نے خود اپنی جیب سے ایک ہزار روپے بھی نہیں دیے ہوں گے، زید حامد نے مجھے یوسف کذاب کے نظریات پر مبنی پمفلٹ دیے اَور مختلف مساجد کے باہر تقسیم کرنے کو کہا، لہٰذا اُس کا یہ کہنا کہ میں کسی یوسف علی کو نہیں جانتا محض جھوٹ اور فریب ہے۔

(4) اِس سب سے قطع نظر ہم زید حامد سے پوچھنا چاہیں گے کہ اگر اُن کا یوسف کذاب سے کوئی تعلق نہیں تھا یا نہیں ہے تو وہ یہ بتلانا پسند فرمادیں گے کہ یوسف کذاب کے خلاف لکھی گئی کتابوں: ''کذاب'' تالیف: میاں غفار اور ''فتنہ یوسف کذاب'' تالیف: اَرشد قریشی میں اُن کا یوسف علی کذاب کے مقدمہ میں بار بار تذکرہ کیوں آیا ہے؟ کیا وہ اِس کا اِنکار کر سکتے ہیں کہ ''فتنہ یوسف کذاب'' کے بیس مقامات پر بایں الفاظ اُن کا تذکرہ موجود ہے، ملاحظہ ہو :

(۱) ''ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں یوسف علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ سو سے زائد صحابہ کرام محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُس نے کراچی کے ایک صاحب زید زمان کو مجاہد کا لقب دیا۔'' (ص:۳۰)

(۲) ''ملعون نے اپنے انتہائی اہم مقربین کو لاہور ڈیفنس کینٹ میں واقع اپنی پُر آسائش قیام گاہ میں طلب کرلیا جن میں راولپنڈی سے زید زمان کے علاوہ کراچی سے سہیل نامی ایک شخص بھی شامل ہے۔'' (ص:۴۲)

(۳) ''یوسف علی نے مذکورہ تردید جاری کرنے سے قبل سہیل اَور زید زمان کے ذریعہ ملک بھر کے تمام مریدوں سے ٹیلیفونک رابطے کیے۔'' (ص:۴۲)

(۴) ''اطلاعات کے مطابق اِن مریدوں کے لاہور پہنچنے سے قبل ہی وہاں زید زمان نامی ملعون کا ایک مرید پہلے موجود تھا۔'' (ص:۵۱)

(۵) ''اطلاعات کے مطابق ایسے کسی بھی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری زید زمان کو سپرد کی جائے گی جو افغانستان کی جنگ میں براہِ راست شریک ہونے کے باعث کمانڈو کی شہرت رکھتا ہے۔'' (ص:۵۱)

(۶) ''اس سلسلہ میں زید زمان اور سہیل احمد خان نے کچھ سفارت خانوں سے بھی رابطہ کیا ہے۔'' (ص:۵۱)

(۷) ''کراچی کا خلیفہ سہیل، راولپنڈی کا زید زمان تھا۔'' (ص:۴۷)

(۸) ''......پھر اِسی محفل میں میں نے دو اَفراد عبدالواحد اَور زید زمان کا بطورِ صحابی تعارف کروادیا۔'' (ص:۷۷)

(۹) ''ابوالحسین یوسف علی نے ۱۲؍سال قبل ایک نام نہاد فرضی ورلڈ اسمبلی بنائی جس کا نام ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی ہے، ۲۸؍فروری ۱۹۹۷ء کو لاہور میں اِس کا اجلاس ہوا جس میں کذاب نے سوصحابہ کرام کی موجودگی کی بات کی اِس اجلاس میں کراچی سے عبدالواحد، محمد علی ابوبکر، سیّد زمان نے شرکت کی۔'' (ص:۱۱۰)

(۱۰) ''ورلڈ اسمبلی کے دعوت نامہ میں بھی مذکورہ بالا افراد کے نام ہیں۔'' (ص:۱۱۶)

(۱۱) ''یوسف کذاب کی اہلیہ نے نبوت کے جھوٹے دعویدار کو بعض کاغذات جیل میں پہنچائے ہیں جو اُس نے اپنے خاص آدمیوں زید زمان اور سہیل کے حوالہ کردیے، گزشتہ روز یہ افراد وہ دستاویزات لیکر امریکی قونصلیٹ گئے اور کافی دیر تک وہاں موجود رہے۔'' (ص:۱۱۶)

(۱۲) ''یوسف علی کو ملک سے فرار کرانے کی کوشش کی جائے گی، اِس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری زید زمان کے سپرد کی جائے گی جو افغانستان کی جنگ میں براہِ راست شریک ہونے کے باعث کمانڈو کی تربیت رکھتا ہے، اِس سلسلہ میں زید زمان اور سہیل احمد خان نے کچھ سفارت خانوں سے بھی رابطہ کیا۔'' (ص:۳۰۶)

(۱۳) ''یوسف کذاب کے گھر اَور اہلِ خانہ کی حفاظت کی ذمہ داری برنکس کو دے دی گئی، فرم کے اَفسر زید زمان کو جھوٹے نبی نے اپنا خلیفہ مقرر کر رکھا ہے۔'' (ص:۳۱۳)

(۱۴) ''یوسف کذاب کے گھر اَور اہلِ خانہ کی سیکورٹی کی تمام تر ذمہ داری لاہور، راولپنڈی اَور کراچی کی ایک مشہور سیکورٹی فرم برنکس کو دے دی گئی ہے۔ اِس فرم کے ایک آفیسر زید زمان کو یوسف نے راولپنڈی اور اِسلام آباد کا خلیفہ بھی مقرر کر رکھا ہے اَور وہ ابھی تک اِس جھوٹے نبی کے حصار میں ہے۔'' (ص:۳۱۴)

(۱۵) ''...... حاضرینِ محفل میں سے دو اَفراد عبدالواحد خان اور زید زمان کو اسٹیج پر بُلا کر اُن کا تعارف صحابیٔ رسول کے طور پر کرایا۔'' (ص:۳۲۵)

(۱۶) ''ملعون نے اپنے تمام مریدوں سے زید زمان اور سہیل احمد خان کے توسط سے رابطے کیے ہیں۔'' (ص:۳۶۳)

(۱۷) ''کراچی کے سہیل احمد خان اور پشاور...... پشاور سیو کا تب ہے ورنہ وہ راولپنڈی کا خلیفہ تھا، ناقل کے زید زمان نے اِنسانی حقوق کی تنظیموں اَور سفارت خانوں سے رابطے کیے۔'' (ص:۳۷۰)

(۱۸) ''مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا: زید زمان نامی کوئی لڑکا چند افراد کے ساتھ میرے پاس آیا اور بتایا کہ بعض اَفراد اَور تحریک تحفظ ختم نبوت کے بعض اَکابرین ایک صحیح العقیدہ مسلمان اور رسول کریم ﷺ کے شیدائی کو کافر قرار دے کر جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کروا چکے ہیں۔'' (ص:۳۹۰)

(۱۹) ''کذاب یوسف نے برنکس کمپنی کے منیجر زید زمان کو خلیفۂ اوّل مقرر کر دیا۔'' (ص:۴۰۴)

(۲۰) ''یوسف کذاب نے اپنی غیر موجودگی میں برنکس کمپنی اِسلام آباد کے منیجر زید زمان کو خلیفہ اوّل مقرر کر دیا ہے اَور تمام چیلوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ زید زمان کے احکامات کے مطابق کام کریں، زید زمان کو اِس سے قبل ۲۸ رفروری کو کذاب یوسف کی نام نہاد ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کے لاہور میں ہونے والے اجلاس میں خصوصی طور پر بلایا گیا تھا اور تقریباً سو افراد کی موجودگی میں کذاب نے اِسے صحابی قرار دیتے ہوئے نعوذ باللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطاب دیا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے زید زمان کو حقیقت عطا کر دی ہے۔ اس پروگرام کی ویڈیو اَور آڈیو کیسٹ بھی تیار ہوئی، جو پولیس کے ریکارڈ میں محفوظ ہے اور مقدمہ کا حصہ

ہے۔ اِس اجلاس میں صحابی قرار پانے کے بعد زید زمان نے تقریر کی اور کذاب یوسف کی تعریف اور عظمت میں زمین و آسمان کے قلابے ملادیے تھے۔ زید زمان اِن دنوں کذاب یوسف کی رہائی کے سلسلہ میں سرگرم ہے اور عدالت میں ہر تاریخ پر موجود ہوتا ہے۔'' (ص:۴۲۷)

الغرض کیا اِن کا یوسف کذاب کو بچانے، اُس کے مقدمہ کی پیروی، اُس کی حفاظت، اُس کو بیرون ملک فرار کرانے اور امریکی قونصل خانہ تک اَپروچ کرنے اور اِنسانی حقوق کی تنظیموں سے رابطہ کرنے وغیرہ مختلف حوالوں سے اُن کا نام نمایاں طور پر نہیں لیا گیا؟ اگر اُن کا اِس ملعون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا تو یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہوا؟ کیا اُنہوں نے کبھی اُس سے اپنی براءت کا اظہار کیا؟ یا کرسکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

اِسی طرح نبوت کے جھوٹے دعویدار یوسف کذاب کی کہانی پر مشتمل کتاب ''کذاب'' میں بھی بیس مقامات پر مختلف عنوانات اور خدمات کے ذیل میں بایں الفاظ اِن کا تذکرہ ملتا ہے، پڑھیے اور سر دُھنیے :

(۱) ''اس جلسے میں کذاب کا چیلا زید زمان جسے کذاب نے ''صحابی'' قرار دیا تھا، اسٹیج پر براجمان تھا۔'' (ص:۲۴)

(۲) ''کذاب کو کم اَز کم اپنے اِن دو ''صحابیوں'' عبدالواحد اَور زید زمان ہی کو اپنی صفائی میں عدالت میں لانا چاہیے تھا۔'' (ص:۲۵)

(۳) ''اپنی تقریر کے دوران اپنے دو چیلوں عبدالواحد خان اور زید زمان کو ''صحابی'' کی حیثیت سے متعارف کروایا وہ دونوں اِس محفل میں موجود تھے۔'' (ص:۵۰)

(۴) ''سب سے پہلے وابستہ اَور وارفتہ ہونے والے سیّد زید زمان ہی تھے، آئیں سیّد زید زمان'' (ص:۵۲)

(۵) ''کراچی سے عبدالواحد، محمد علی ابوبکر، سیّد زید زمان، سروش، وسیم، امجد، رضوان، کاشف، عارف، اَورنگزیب خان اَور شاہد نے شرکت کی۔'' (ص:٦۴)

(٦) ''راولپنڈی کا خلیفہ زید زمان، پشاور کا خلیفہ سابق ایئر کموڈور اَورنگزیب تھا۔'' (ص:۹۱)

(۷) ''اِس دوران اُس کے خاص کارندے زید زمان جو راولپنڈی میں برنکس نامی ایک سیکورٹی کی فرم میں آفیسر ہے، نے کذاب یوسف کے گھر پر سیکورٹی کا عملہ تعینات کردیا۔'' (ص:۹۴)

(۸) ''پھر اِسی محفل میں میں نے دو افراد عبدالواحد خان اور زید زمان کا بطورِ صحابی تعارف کروایا۔'' (ص:۹۵)

(۹) ''.....حتی کہ عبدالواحد خان اَور زید زمان بھی گواہی کے لیے نہ آئے جنہیں اُس نے یتیم خانہ لاہور، بیت الرضا میں نعوذ باللہ خلفائے راشدین کا درجہ دیا تھا۔'' (ص:۱۲۵)

(۱۰) ''اُس نے دوافراد زید زمان اور عبدالواحد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا۔'' (ص:۱۷۵)

(۱۱) ''اس یوسف علی نے دوافراد جن کے نام زید زمان اور عبدالواحد تھے کو آگے بُلایا اور اُن کا تعارف صحابی رسول کی حیثیت سے کرایا۔'' (ص:۱۷۹)

(۱۲) ''میں نے اجلاس میں شرکت کی تھی جہاں آڈیو اور ویڈیو کیسٹ تیار کی گئی تھی۔ ملزم یوسف نے عبدالواحد اَور زید زمان کا اپنے صحابیوں کی حیثیت سے تعارف کرایا۔'' (ص:۱۸۷)

(۱۳) ''یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے عبدالواحد اَور زید زمان کو اصحابِ رسول کہا، اپنے صحابی نہیں کہا۔'' (ص:۱۹۶)

(۱۴) ''پھر دورانِ تقریر یوسف علی ملزم نے دو اَشخاص کو جن کے تعارف زید زمان اور عبدالواحد کرائے، اِن کو بطورِ صحابی پیش کیا۔'' (ص:۲۱۱)

(۱۵) ''حافظ ممتاز مذکورہ اجتماع میں موجود تھے جس میں تم نے اپنے دو مریدوں زید زمان اور عبدالواحد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا۔'' (ص:۲۳۰)

(۱۶) ''کیا یہ درست ہے کہ تم نے عبدالواحد اَور زید زمان کو اپنے صحابی کی حیثیت سے متعارف کرایا اور اِن دونوں افراد نے کسی حد تک خود بھی تقریریں کیں؟۔'' (ص:۲۳۸)

(۱۷) ''.....میں نے جس اجتماع میں اپنے پیغمبر ہونے کا دعوی کیا، وہاں بیٹھے افراد میں سے اپنے مریدوں زید زمان اَور عبدالواحد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا۔'' (ص:۲۹۷)

(۱۸) ''مثال کے طور پر آڈیو کیسٹ بی، اے کا ٹرنسکرپٹ ایگزیبٹ پی۔۱۰ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس نے عبدالواحد اَور زید زمان کے صحابی رسول ہونے کا اعلان کیا۔'' (ص:۳۳۴)

(۱۹) ''یہاں موجود سوا فراد اصحابِ رسول ہیں، اُس نے عبدالواحد اَور زید زمان نامی دو افراد کا

تعارف صحابی کی حیثیت سے اَور اپنا پیغمبر اِسلام کی حیثیت سے کرایا۔'' (ص:۳۴۰)

(۲۰) ''ملزم یوسف نے مسجد میں اپنے ایک سو صحابیوں کی موجودگی کا ذکر کیا اور اُس نے دو افراد عبدالواحد اَور زید زمان کا اپنے صحابی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔'' (ص:۳۴۳)

خلاصہ یہ کہ کیا اِس کتاب میں بھی مختلف عنوانات اور خدمات کے سلسلہ میں اُن کا نام درج نہیں ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو یہ سب کچھ بغیر کسی تعلق اَور تعارف کے ہے؟

(5) اِسی طرح کل کے زید زمان اَور آج کے زید حامد صاحب! اِس آڈیو اَور ویڈیو کیسٹ کے مندرجات کا اِنکار کر سکیں گے؟ جس میں ملعون یوسف کذاب نے لاہور کی مسجد بیت الرضا میں نام نہاد اپنے سو صحابہ کی موجودگی کا اعلان کیا اَور اُن میں سے دو خاص الخاص صحابہ اَور خلفاء کا تعارف بھی کرایا، پھر اِس موقع پر آپ نے اَور عبدالواحد نے حقِ نمک ادا کرتے ہوئے مختصر سا خطاب بھی کیا تھا۔ لیجیے! اُس کیسٹ کے مندرجات اَور اپنی تقریر بھی ملاحظہ کیجیے :

> کائنات کے سب سے خوش قسمت ترین اِنسانو! اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے خوش نصیب صاحبانِ ایمان۔ حضور سیّدنا محمد رسول اللہ ؐ سے وابستہ ہونے والو! اُن پر وارفتہ ہونے والو! اُن پر تن من دھن نثار کرنے والو! صاحبانِ نصیب انسانو! آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ کی اِس محفل میں القرآن بھی موجود ہے، قرآن بھی موجود ہے، پارے بھی موجود ہیں، آیات بھی موجود ہیں، آپ میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ ایک آیت ہے، کچھ خوش نصیب اپنی اپنی جگہ ایک پارہ ہیں، جن کو اپنے پارے کا احساس ہے، اُن کو قرآن کی پہچان ہے اَور جن کو قرآن کی پہچان ہے اُن کو القرآن کی پہچان ہے، آج نور کی کرنیں بھی نچھاور کرنی ہیں اَور نور کے اِس سفر میں جو لوگ اِنتہائی معراج پر پہنچ گئے ہیں اُن سے بھی آپ کا تعارف کروانا ہے، آج کم اَز کم یہاں اِس محفل میں سو صحابہ موجود ہیں، سو اَولیاء اللہ موجود ہیں، ہر عمر کے لوگ موجود ہیں۔
>
> بھئی صحابی وہی ہوتا ہے ناں، جس نے صحبتِ رسول میں ایمان کے ساتھ وقت گزارا ہو اَور اُس پر قائم ہو گیا ہو، اَور رسول اللہ ہیں ناں اور اگر ہیں تو اُن کے صاحب بھی ساتھ

ہیں، اِس صاحب کے جو مصاحب ہیں وہی تو صحابی ہیں۔

اِن صحابہ کے ذریعہ کائنات میں ربط لگا ہوا ہے اِن کے صدقہ کائنات میں رزق تقسیم ہو رہا ہے، اِن کے صدقہ شادی بیاہ ہو رہے ہیں، اِن کے صدقہ پانی مل رہا ہے، اِن کے صدقہ ہوا چل رہی ہے، اِن کے صدقہ چاند کی چاندنی ہے، اِن کے صدقہ سورج کی روشنی ہے، یہ نہ ہوں تو اللہ بھی قسم اُٹھاتا ہے کہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ حتی کہ یہ جو سانس آرہا ہے یہ بھی اِن کے صدقہ ہے۔ یہ ہیں وہ صحابہ، اِن کا آپ کو علم ہے کہ دُنیا کے کتنے بڑے ولی کیوں نہ ہوں، لاکھوں کروڑوں اُن کے مرید کیوں نہ ہوں، اِن صحابہ کے گھوڑے، الفاظ یہ ہیں: خدا کی قسم! اِن کی سواری کے پیچھے جو گرد اُڑتی ہے، اُس کے برابر بھی وہ پیر، وہ ولی نہیں ہوسکتا جس کے لاکھوں کروڑوں مرید ہیں، کیوں؟ وہ پیر ولی ہیں اللہ کو دیکھے بغیر، یہ ہیں دیکھ کر۔

اِن صحابہ میں ایک ایک اپنی جگہ نمونہ ہے اَور ایک ایک کا تعارف کروانے کو جی چاہتا ہے لیکن ہم صرف دو کا تعارف کروائیں گے عمر کے لحاظ سے دونوں نوجوان ہیں، حقیقت کے لحاظ سے دونوں نوجوان ہیں، ایک وہ خوش نصیب ہستی ہے، کائنات میں وہ واحد ہستی ہے نام بھی اُن کا عبدالواحد ہے ''محمد عبدالواحد''، ایک ایسے صحابی ایک ایسے ولی اللہ ہیں کہ جن کا خاندان پوری کائنات میں سب سے زیادہ تقریباً سارے کا سارا وابستہ ہے رسول اللہ سے وارفتہ ہے اور محمد رسول اللہ سے وابستہ ہو کر محمد رسول اللہ کے ذریعہ ذات حق سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچا ہے۔ نعرۂ تکبیر کے ساتھ اُن کا استقبال کیجیے! اَور میں اُن کو کہوں گا، کچھ ہمیں کہیں؟ بسم اللہ!

''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج سے پچیس سال پہلے مکہ معظّمہ میں ایک بزرگ سے ایک شعر سنا جو صبح سے میرے کانوں میں گونج رہا ہے، اُنہوں نے فرمایا تھا :

میں کہاں اَور یہ نگہت گل!
نسیمِ صبح یہ تیری مہربانی

یہ شعر تو بہت پسند آیا، مگر اَب پتہ لگا کہ ذاتِ حق کا کرم اَور اُس کی رحمت، اُس کا خالص کرم کہ یہ نگہتِ گل بھی اَور نسیمِ سحر بھی اَور حصول بھی وہ سب اَندر ہی اَندر موجود ہیں، یہ ایک لباس میں چھپے ہوئے ہیں، ایک اَور ہے بہت عرصہ پہلے علامہ اقبال نے بڑے تڑپ کے ساتھ ایک شعر کہا تھا :

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزار سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

مبارک ہو کہ اَب اِنتظار کی ضرورت نہیں، علامہ اقبال تو منتظر تھے، الحمدللہ ذات حق مل گیا، مبارک ہو۔

دُوسرا تعارف اُس نوجوان صحابی، اُس نوجوان ولی کا کرواؤں گا جس کے سفر کا آغاز ہی صدیقیت سے ہوا ہے اور جس رات ہمیں نیابتِ مصطفٰی عطا ہوئی تھی، اگلی صبح ہم کراچی گئے تھے اور سب سے پہلے وابستہ ہونے اَور وارفتہ ہونے والے سیّد زید زمان ہی تھے۔ آئیں سیّد زید زمان نعرۂ تکبیر۔

برسوں ایک سفر کی آرزو رہی، کتابوں میں پڑھا تھا چالیس چالیس سال پچاس پچاس سال چلے کیے جاتے تھے ریاضت اَور مجاہدہ ہوتا تھا، میرے آقا سیّدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِنتہا سے اِنتہائی شدید انتہائی محبت کے بعد ایک طویل سفر، ریاضت کا مجاہدہ کا گزارا جاتا تھا تو آقا کی زیارت ہوتی تھی ایک سفر کا آغاز، ہمیشہ سے یہ پڑھا اور سنا اور خوف یہ کہ کہاں ہم! کہاں یہ ماحول! کہاں یہ دَور! کس کے پاس وقت ہے کہ برسوں کے چلّے کرے، کس کے پاس وقت ہے کہ صدیوں کی عبادتیں کرے اور پھر صرف دِیدار نصیب ہو، تڑپ تو تھی کہ صرف زیارت و دیدار ایسا نصیب ہو کہ صرف اِس جہاں میں نہیں، صرف آخرت میں نہیں، صرف لامکاں میں نہیں، ثم الورٰی، ثم الورٰی، وصل

قائم رہے، تو ایک راز سمجھ میں آیا کہ: ''نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں'' زہد ہزاروں سال کا اور پیار کی نگاہ ایک طرف، اپنے کسی ایسے پیارے کو دیکھو جو پیار کی نگاہ سے کہ صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جائے۔ نعرۂ تکبیر۔

(منقول اَز کیسٹ بیت الذکر لاہور و کذاب، ص: ۵۰ تا ۵۳)

(۶) اگر زید زمان المعروف زید حامد کا ملعون یوسف کذاب کے ساتھ تعلق نہیں تھا تو اُس نے مولانا محمد یوسف اسکندر صاحب کے بار بار کے اِستفسار پر یہ اقرار کیوں کیا کہ جی ہاں یوسف علی کے مقدمہ میں میرا بہر حال کسی قدر کردار رہا ہے؟

(۷) اگر زید زمان المعروف زید حامد کا مدعی نبوت یوسف علی کذاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اَور وہ اُس کو نہیں جانتا تو اس نے ۱۳/ اگست ۲۰۰۰ء کے روزنامہ ڈان میں مدعی نبوت ملعون یوسف علی کذاب کے خلاف عدالتی فیصلہ کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ: ''یہ عدل واِنصاف کا خون ہے؟''

(۸) نوفل شاہ رُخ کا کہنا ہے کہ: ''میں زید حامد کو گزشتہ بیس سال سے جانتا ہوں، میری سب سے پہلی ملاقات زید حامد سے ۱۹۸۹ء میں حکمت یار کے کراچی کے دَورے میں ہوئی، جب وہ اُس کے ترجمان تھے۔ میں اُس روشن چہرے والے متحرک نوجوان این ای ڈی کے گریجویٹ انجینئر سے، جو بیک وقت رَوانی سے فارسی، انگریزی، پشتو اور اُردو بول سکتا تھا بہت متأثر ہوا، اُس وقت یہ زید حامد نہیں بلکہ زید زمان تھا، اُسی زمانہ میں زید زمان نے ''قصص الجہاد'' نامی وِیڈیو تیار اَور تقسیم کی جس میں افغان مجاہدین اور رُوسی افواج کا دُوبدو مقابلہ دِکھایا گیا تھا یہ وِیڈیو اپنی قسم میں جدا اور یکتا تھی، اُس زمانہ میں زید زمان ایک سحر انگیز شخصیت تھے مگر پھر کچھ عجیب سی باتیں ہوئیں، زید زمان ایک برطانوی بیس این جی اَوز ''مسلم ایڈ'' کے مالی اسکینڈل کا مرکزی نقطہ بنے، بعد اَزاں اُنہوں نے حکمت یار اور حقانی سے رابطہ توڑ کر اَحمد شاہ مسعود کے ساتھ تعلقات استوار کر لیے اور پھر بعد میں جہاد کو یکسر فراموش کر کے ''صوفی'' بن گئے، اِسی دوران جب ملعون یوسف علی نے نبوت کا دعوی کیا تو یہ اُس سے منسلک ہو گیا اور اُس کا صحابی اور خلیفۂ اوّل قرار پایا اور کئی دفعہ اخبارات و رسائل میں اُس کا نام یوسف علی کذاب کے صحابی اور خلیفہ کے نام سے چھپا۔'' (کاشف حفیظ، روزنامہ اُمت کراچی)۔

اگر زید زمان المعروف زید حامد کا مدعی نبوت ملعون یوسف کذاب کے ساتھ کوئی دینی، مذہبی عقیدت ومحبت، پیری، مریدی یا نبوت وخلافت کا کوئی رشتہ نہیں تھا تو اُس نے ملعون یوسف کذاب کی بھر پور وَکالت کرتے ہوئے اپنی ویب سائٹ پر بے شمار سائلین کے جواب میں ملعون یوسف کذاب کی صفائیاں کیوں دیں؟ اور اُس کے خلاف مقدمہ کو جھوٹا مقدمہ کیوں کہا؟ اور یہ کیوں کہا کہ دراصل خبریں گروپ کے ضیاء شاہد اَور یوسف کذاب کے درمیان جائیداد کا تنازعہ تھا جس کی بنا پر اُس کے خلاف سازش کی گئی تھی ورنہ وہ تو بڑا درویش صفت اور صوفی اسکالر تھا؟

(۹) زید زمان کی ویب سائٹ براس ٹیکس پر جا کر زید حامد سے یوسف کذاب سے متعلق سوالات کرنے والے بیسیوں سائلین کا کہنا ہے کہ اگر زید زمان المعروف زید حامد کا یوسف کذاب کے ساتھ کوئی دینی اَور مذہبی رشتہ نہیں تھا یا نہیں ہے تو وہ یوسف کذاب کے غلیظ عقائد کے بارہ میں صاف صاف جواب کیوں نہیں دیتا اَور یہ کیوں نہیں کہتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعویدار دجال وکذاب اور ملحد ومرتد ہے؟ اور وہ اِس دجال کے عقائد سے متعلق پوچھے گئے ہر سوال کے جواب میں یہ کیوں کہتا ہے کہ اِس کی کوئی بات تصوف کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟

(۱۰) جو بھولے بھالے مسلمان اور مخلص و دیندار افراد زید زمان المعروف زید حامد کے دفاعی تجزیوں جہاد ومجاہدین کے حق میں اور یہود وامریکا کے خلاف بولنے اور کھلی تنقید کرنے کی بنا پر اُن کو طالبان اور مسلمانوں کا نمائندہ یا ترجمان سمجھتے ہیں اُن کو زید حامد کی ویب سائٹ براس ٹیکس پر انگریزی میں جاری کردہ رپورٹ: "What Really Happened" کا مطالعہ بھی کر لینا چاہیے، اگر کوئی شخص اُس کی اِس انگلش رپورٹ کو پڑھ کر سمجھ لے تو اُس کو اَندازہ ہو جائے گا کہ وہ طالبان، دین، دینی مدارس اور علماء کے بارے میں کتنا مخلص ہے؟ یا جامعہ حفصہ اَور لال مسجد کے شہداء اور اُس قضیہ کے کرداروں کے بارہ میں اُن کے دلی اَور قلبی کیا جذبات واحساسات ہیں؟ چنانچہ اُس رپورٹ کے آغاز میں اُنہوں نے اپنی ۸؍ جولائی ۲۰۰۷ء کی تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے :

☆ ''(لال مسجد کے معاملے میں) حکومت کی ناموری، ستائش اَور تذلیل کے درمیان ایک پاگل مولوی (Psychopath Cleric) اور دہشت گردوں کا ایک گروپ کھڑا ہے جس نے لوگوں کو

پاکستانی دارالحکومت کے قلب میں یرغمال بنایا ہوا ہے۔'' (رپورٹ اس طرح کے زہریلے الفاظ اُور تجزیوں سے پُر ہے)۔

☆ (لال مسجد کے علماء اور طلباء و طالبات) منکرِ دین، بے وفا، فراری اُوباش (Renegade) جنگجوؤں کا گروپ ہے جو ''تکفیری'' کہلاتے ہیں، یہ اُن مسلمانوں پر جنگ مسلط کردیتے ہیں جو اُن کے نظریات سے اتفاق نہیں کرتے، یہ نظریاتی طور پر حکومت دُشمن، بدنظمی پسند، اِنتشاری اور شورش طلب (Anarchist) اُور معروف جہادی گروپس کے درمیان بے خانماں اور خارجی (Outcastes) لوگ ہیں۔

☆ میرے خیال میں (سانحہ میں) ہلاک و زخمی ہونے والوں کی کل تعداد 200 سے 250 ہوسکتی ہے بشمول 75 جنگجوؤں کے، اِس تعداد کو حکومت نے بھی تسلیم کیا ہے، مُلّا دباؤ بڑھا رہے ہیں یہ منوانے کے لیے کہ اَندر 1000 لوگ تھے، یہ بے معنی اور فضول بات ہے، جیسا کہ اُن کے مرحوم لیڈر کہتے رہے کہ اَندر 1800 لوگ ہیں یہ (Bluff) تھا۔

☆ جی ہاں! میڈیا کو جو ہتھیار دِکھائے گئے، اُن کا تعلق اِن جنگجوؤں سے تھا اُور اِن عمارتوں میں اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا جن میں مشین گنیں، راکٹ لانچرز، بارودی سرنگیں، ہینڈ گرنیڈز، گیس ماسک، مولوٹوو کوک ٹیلز اُور خودکش حملے کی جیکٹس شامل تھیں، ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ اِس معاملے میں حکومتی موقف بالکل درست ہے، لال مسجد ایک عارضی اسلحہ (Weapons Dump) تھی اُور بلاشبہ ایک طویل جنگ اور مسلح بغاوت (Armed Rebellion) کے لیے تیار مقام۔

☆ باوجود اِس کے کہ مولوی مُصِر ہیں کہ مدرسے میں 1000 سے زائد ہلاکتیں ہوئیں، ہمارے پاس اِس بات کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں، یہ محض بڑے پیمانے پر پھیلائی جانے والی ڈِس اِنفارمیشن ہے، کوئی ایک، جی ہاں! ایک بھی کسی ثبوت کے ساتھ آگے نہیں آیا جس میں مدرسے میں داخل طلباء و طالبات کے نام، رول نمبر اُور پتے درج ہوں اُور نہ ہی کوئی حاضری رجسٹر پیش کیا گیا جس سے پتا چل سکے کہ مدرسہ میں داخل طلباء و طالبات کی اَصل تعداد کیا تھی۔

☆ ہمارے اپنے ذرائع سے حاصل کردہ مفصل شہادتیں موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ آپریشن

کے دوران صرف چند سویلین (خواتین اور بچوں) کی ہلاکتیں ہوئیں، شاید صرف چند درجن، اِس تعداد کو حکومت نے بھی اَب تسلیم کرلیا ہے۔'' (کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا، اَز ڈاکٹر فیاض عالم)

(۱۱) مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی فرماتے ہیں: یوسف کذاب نے نہ صرف جھوٹی نبوت کا دعوی کیا بلکہ اہانتِ رسول کا بھی اِرتکاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے حکم پر بندہ نے کذاب کے خلاف کیس رجسٹرڈ کرایا۔ کذاب کے چیلوں میں سرفہرست دو نام تھے: ایک کا نام سہیل احمد خان، دُوسرے کا نام زید زمان تھا جنہیں کذاب اپنا صحابی کہتا تھا۔ کذاب کے ساتھ عدالت میں جو لوگ آتے تھے اُن میں بھی سرفہرست مذکورہ بالا دونوں افراد تھے۔ مذکورہ بالا افراد نے ترغیب و ترہیب غرض ہر لحاظ سے کوشش کی کہ بندہ کیس سے دستبردار ہوجائے۔ اللہ پاک کی دی ہوئی اِستقامت کے ساتھ مقابلہ جاری رکھا۔ موبائل ابھی عام نہیں ہوئے تھے، بندہ چھٹی پر شجاع آباد آیا ہوا تھا۔ زید زمان نے کسی طریقہ سے میرا رابطہ نمبر حاصل کیا جو ہمارے پڑوس کے گھر کا نمبر تھا۔ ایک دن عصر سے تھوڑی دیر پہلے میرے پڑوسی نے دروازہ کھٹکھٹا کر پیغام دیا کہ آپ کا فون آنے والا ہے۔ بندہ نے گھنٹی بجنے پر ریسور اُٹھایا کہ دُوسری طرف سے آواز آئی کہ راولپنڈی سے زید زمان بول رہا ہوں۔ میں نے کہا فرمائیے! زید زمان نے کہا کہ آپ نے ہمارے حضرت (یوسف کذاب) کے خلاف کیس کیا ہوا ہے وہ واپس لے لیں۔ میں نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا، اِس کا انجام آپ کو معلوم ہے؟ بندہ نے کہا کہ نفع و نقصان سوچ کر کیس کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہماری طرف سے پیشکش ہے، فرمائیے آپ کی ضروریات کیا ہیں؟ میں نے کہا کہ میری ضرورت میرا اللہ پوری کررہا ہے، اب اُس نے پینترا بدلتے ہوئے کہا کہ ہمارے حضرت کی جماعت اگرچہ تھوڑی ہے لیکن کمزور نہیں ہے، میں نے جواب میں کہا کہ ہمارے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی جماعت بہت بڑی ہے اور بہت مضبوط ہے، اُس نے مزید گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنا چاہا تو بندہ نے کہا کہ بات عدالت میں ہوگی۔

چنانچہ کیس کی سماعت کے دوران زید زمان یوسف کذاب کے محافظین میں رہا بلکہ کیس کی سماعت کے دوران جب بندہ کا بطورِ مدعی بیان جاری تھا اور کذاب کا وکیل بندہ پر تابڑ توڑ حملے کررہا تھا اَور وہ کیس سے غیر متعلقہ سوال کررہا تھا تو بندہ نے کہا کہ آپ کیس سے متعلق سوال کریں، غیر متعلقہ سوال نہ کریں تو عدالت نے مجھے کہا کہ وکیل جو سوال کرے آپ کو اُس کا جواب دینا ہوگا۔ اِس دوران ایک سوال صحابی سے متعلق بھی

ہوا کہ صحابی کی کیا تعریف ہے؟ بندہ نے تعریف بتلائی، اِتفاقاً اُس روز زید زمان سوٹ میں تھا، پینٹ، شرٹ اَور ٹائی زیب تن کی ہوئی تھی، بندہ نے عدالت سے کہا کہ آپ نے صحابہ کرام کی سیرت کا مطالعہ کیا ہوگا، ایک رحمت عالم ﷺ کے صحابہ کرام تھے جو آپ کی سیرت طیبہ کا پرتو تھے، اُن کی وضع قطع چال ڈھال، لباس میں سیرت طیبہ نظر آتی تھی۔ نعوذ باللہ! ایک یہ صحابی ہیں جن کا لباس اَور وضع قطع دیکھ کر علامہ اقبالؒ یاد آتے ہیں، علامہؒ نے فرمایا :

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اِس پر زید زمان بہت شرمندہ ہوا، زید زمان یوسف کذاب کی موت تک اُس کا چیلہ بنا رہا، حتی کہ جب کذاب کی میت کو اِسلام آباد کے مسلمانوں کے قبرستان سے نکالا گیا، تب بھی اُس کی ہمدردیاں اُس کے ساتھ تھیں۔

(۱۲) الغرض اگر زید زمان المعروف زید حامد، مدعی نبوت ملعون یوسف کذاب سے اپنی براءت کرنا چاہتا ہے یا اُس سے اپنا رشتہ برقرار نہیں رکھنا چاہتا تو وہ روزنامہ جسارت کراچی، روزنامہ اُمت کراچی، ماہنامہ بیّنات کراچی اور ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع شدہ مضامین اور راقم الحروف سعید احمد جلال پوری، جناب کاشف حفیظ، جناب این خان، جناب ابوسعد، جناب نوفل شاہ رُخ، جناب سعد موٹن، ڈاکٹر فیاض عالم وغیرہ کے کالموں اَور جناب رانا اکرم اَور منصور طیب، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی وغیرہ کی شہادتوں کی تردید میں کھل کر یہ کیوں نہیں کہہ اَور لکھ دیتا کہ میرا اَب مدعی نبوت ملعون یوسف کذاب کے ساتھ دینی، مذہبی اعتبار سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے اَور اُس کے عقائد ونظریات اَور ملحدانہ دَعاوی کی بنا پر میں اُس کو کافر و مرتد سمجھتا ہوں، بے شک میرا اُس سے کبھی تعلق تھا یا میں اُس کا خلیفہ تھا، لیکن اَب میں نے اُن تمام کفریہ اور ملحدانہ عقائد سے رجوع کر کے اُن سے توبہ کر لی ہے، لہٰذا آئندہ میرا اُس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہ جوڑا جائے اور کسی آدمی کے کفریہ عقائد سے توبہ کر لینے کے بعد اُس کو توبہ سے قبل کے کفریہ اَور ملحدانہ عقائد ونظریات کا طعنہ دینا قانوناً، اخلاقاً اور شرعاً ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ میرے اِس جرم کو معاف فرمائے نیز میں تمام مسلمانوں

سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ میرے لیے دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اِس جرم کو معاف فرمائے اَور مجھے اِس رجوع وتوبہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ہمارے خیال میں اگر زید زمان المعروف زید حامد اِس طرح کی ایک تحریر یا اِس طرح کا بیان مجمع عام میں لکھ کر یا بیان کر کے اپنی ویب سائٹ پر جاری کر دے یا کسی اخبار میں شائع کرا دے تو اِس سارے نزاع کا خاتمہ اور اِس قضیہ کا با آسانی فیصلہ ہوسکتا ہے، اورآئندہ اُس کے خلاف کسی قسم کی کوئی بدگمانی بھی راہ نہیں پا سکے گی، بلکہ اِس تحریر و بیان کے بعد اُن کے خلاف جو کوئی لب کشائی کرے گا وہ خود منہ کی کھائے گا، لیکن اگر وہ اِن تمام شواہد وقرائن اَور دلائل و براہین کے باوجود جن سے اُس کا یوسف کذاب کے ساتھ مریدی، خلافت، صحابیت اَور عقیدت کا گہرا تعلق ثابت ہوتا ہے، گومگو کی کیفیت میں رہے گا یا اُس کی وکالت کرتے ہوئے اُس کو صوفی اسکالر اور عاشق رسول ثابت کرنے کے ساتھ یہ کہتا رہے گا کہ میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں تھا یا نہیں ہے، تو اُس کی اِس بات کا کیا وزن ہوسکتا ہے؟ یا اُس کی بات کو کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے؟

(۱۴) خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ زید زمان المعروف زید حامد کو ملعون یوسف کذاب کے ساتھ دیکھ چکے تھے یا اُن کو معلوم تھا کہ یوسف کذاب نے اُس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور نعوذ باللہ اُس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطاب دیا تھا اور اُن حضرات نے اُسی دور میں اُس کی تقریریں بھی سُنی تھیں، اُنہوں نے جب اُس کی حقیقت سے پردہ اُٹھانا چاہا یا علماء کرام سے اُس کے تعاقب کی درخواست کی اَور ہماری طرح دُوسرے حضرات نے اُس کی عیاری کی نشاندہی کرنا چاہی تو اُس نے صاف انکار کر دیا کہ میں کسی یوسف کذاب کو نہیں جانتا، کیونکہ یوسف کذاب کا خلیفہ زید زمان تھا اور میرا نام تو زید حامد ہے، اِس پر جب مزید تحقیق کی گئی تو بحمد اللہ اُس کی وہ کیسٹ بھی مل گئی جس میں اُس نے اپنی خلافت کے موقع پر تقریر کی تھی جس کا مضمون اُوپر نقل ہو چکا ہے۔اور یوسف کذاب کے دامِ تزویر سے نکلنے والے متعدد حضرات مثلاً: ڈاکٹر اسلم، رانا محمد اکرم، ابوبکر محمد علی، سعد موٹن، نوفل اور منصور طیب صاحب وغیرہ نے یقین کے ساتھ باور کرایا کہ یہ ملعون وہی ہے۔ اِن میں سے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ زید حامد کا فتنہ یوسف کذاب کے فتنہ سے بڑھ کر خطرناک ثابت ہوگا کیونکہ یوسف کذاب میڈیا پر نہیں آیا تھا اور لوگ اُس کے اِتنے گرویدہ نہیں ہوئے تھے جتنا اِس سے متأثر ہیں، یا یہ اپنا

حلقہ بنا چکا ہے۔

شُنید ہے کہ زید زمان المعروف زید حامد آج کل لوگوں کو وضاحتیں پیش کرتا پھر رہا ہے کہ میرا یوسف کذاب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ جن لوگوں کے پاس ایسے کوئی ثبوت ہوں وہ میرے سامنے لائیں۔

اِس سلسلہ میں عرض ہے کہ ہم اُس کا چیلنج قبول کرتے ہیں اَور ایسے تمام حضرات جو اِس کو اُس دور سے جانتے ہیں جب وہ افغانستان میں پہلے حکمت یار اور بعد اَزاں اَحمد شاہ مسعود کے ساتھ تھا اور پاکستان میں اُن کی ترجمانی کرتا تھا اور پھر یوسف کذاب کے ساتھ وابستہ ہوگیا، اُس دور کی تمام باتیں یاد دِلا کر اُس کے جھوٹ اَور دجل کو آشکارا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اَفسوس تو یہ ہے کہ ہماری نئی نسل اَور بعض دیندار اُس کے سحر میں گرفتار ہیں، بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ہم اُمت کو اُس کی فتنہ سامانی سے بچائیں۔

مکرر عرض ہے کہ جہادِ افغانستان کے حق میں یا امریکا اور یہودیوں کے خلاف تقریریں کرنا، کسی ملحد کے مسلمان ہونے کی دلیل نہیں اِس لیے کہ ایسے ملحدین اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے دُور رس منصوبے ترتیب دیتے ہیں، چنانچہ اہلِ بصیرت خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ شروع شروع میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ہندوؤں، آریوں اَور عیسائیوں کے خلاف تقریریں، مناظرے اَور مباحثے کر کے اپنی اہمیت منوائی تھی اور اپنے آپ کو اِسلام اَور مسلمانوں کا ترجمان باور کرایا تھا لیکن جب اُس کی شہرت ہوگئی اور اُس کا اعتماد بحال ہوگیا تو اُس کے بعد اُس نے مہدی، مسیح اَور نبی ہونے کے دعوے کیے تھے، ٹھیک اِسی طرح یہ بھی اِسی حکمت عملی پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو ایسے فتنہ پروروں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

چالیس دن کے اَندر اَندر بال اَور ناخن کاٹ لینے چاہئیں :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وَ قَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَ الْعَانَةِ وَتَقْلِيْمَ الْاَظْفَارِ وَقَصَّ الشَّارِبِ وَنَتْفَ الْاِبِطِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا مَرَّةً (ابوداوٗد ج ۲ ص ۲۲۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ہمارے لیے زیرِ ناف بال صاف کرنے ، ناخن تراشنے ، مونچھیں کاٹنے اور بغلوں کے بال اُکھیڑنے کے لیے چالیس دِن میں ایک مرتبہ وقت مقرر فرمایا ہے۔

ف : فقہاء کرام کا کہنا ہے کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ چالیس دن کے اَندر اَندر ایک مرتبہ ضرور یہ کام کر لینے چاہئیں، چالیس دن سے زیادہ وقت نہیں گزرنا چاہیے، یہ مطلب نہیں کہ چالیس دن تک اِن کاموں کو مؤخر رکھا جائے اور چالیس دن گزرنے کے بعد یہ کام کیے جائیں اگر ایسا کیا تو اِن دنوں میں کیے جانے والے سب کام مکروہ ہوں گے۔

چالیس دِن تکبیر اُولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَائَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ . (ترمذی ج ا ص ۵۶)

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص چالیس دن اللہ کی رضا کے لیے اِس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اُولیٰ کو پائے (یعنی تکبیر اُولیٰ فوت نہ ہو) تو اُس کو دو پرَوانے ملتے ہیں ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا دُوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

دینی مسائل

﴿ اَولاد کے حلالی ہونے کا بیان ﴾

مسئلہ : جب کسی شوہر والی عورت کے اَولاد ہوگی تو وہ اُسی شوہر کی اَولاد کہلائے گی۔ کسی پر یہ شبہہ رکھنا کہ یہ بچہ اِس کے شوہر کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اِس بچہ کو حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جائیں گے۔

مسئلہ : حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اَور زیادہ سے زیادہ دو برس یعنی کم سے کم چھ مہینے بچہ پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے۔ چھ مہینے پہلے صحیح وسالم بچہ پیدا نہیں ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے اِس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔

مسئلہ : شریعت کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک بچہ کو حرامی نہ کہیں گے جب بالکل مجبوری ہو جائے تب حرامی ہونے کا حکم لگائیں گے اَور عورت کو گناہ گار ٹھہرائیں گے۔

مسئلہ : کسی نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دے دی پھر دو سال سے کم میں عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو بچہ اِسی شوہر کا ہے اِس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر دو سال سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا حمل ہے اَور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہا اور اَب بچہ پیدا ہونے کے بعد اُس کی عدت ختم ہوئی اَور نکاح سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر وہ عورت اِس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدت ختم ہوگئی تو مجبوری ہے اَب یہ بچہ حرامی ہے الّا یہ کہ اقرار سے چھ مہینے کے اَندر بچہ پیدا ہوا ہو کیونکہ اُس وقت معلوم ہوا کہ اِس کا اقرار غلط تھا۔ بلکہ جس عورت کو طلاقِ رجعی ملی ہو اُس کے یہاں اگر دو برس کے بعد بچہ ہوا اَور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ بچہ اِسی شوہر ہی کا ہے چاہے جتنے سال بعد ہوا ہو اَور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دے دینے کے بعد عدت میں صحبت کی تھی یعنی رجوع کر لیا تھا۔ اس لیے وہ عورت اَب بچہ پیدا ہونے کے بعد اُسی کی بیوی ہے اور دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ ہاں اگر مرد کا بچہ نہ ہو تو وہ کہہ دے کہ میرا نہیں ہے اَور جب اِنکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ : اگر طلاق بائن دے دی تو اُس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس کے اَندر اَندر پیدا ہوا تب تو اِسی شوہر کا ہوگا بشرطیکہ عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو اَور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعوی کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اَور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر غلط فہمی سے صحبت کر لی ہوگی اُس سے حمل ٹھہر گیا ہوگا۔

مسئلہ : اگر نابالغ لڑکی کو طلاقِ بائن مل گئی ہو جو اَبھی بالغ تو نہیں ہوئی لیکن بلوغت کے قریب قریب ہوگئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اَور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی عدت کے اَندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھے حمل ہے تو وہ بچہ حرامی نہ ہوگا۔ اور اِس صورت میں دو برس کے اَندر اَندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلائے گا اور اگر طلاقِ رجعی ملی ہو تو ستائیس مہینے سے کم میں پیدا ہونے سے بھی باپ ہی کا کہلائے گا۔

مسئلہ : کسی جوان عورت کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اَندر بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا بچہ ہے۔ ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے اَب حرامی کہا جائے گا۔ البتہ اگر اقرار سے چھ مہینے کے اَندر بچہ پیدا ہو تو حرامی نہ ہوگا اور اقرار جھوٹا قرار پائے گا۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہو تب بھی حرامی ہے۔

مسئلہ : نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اَور پورے چھ مہینے یا اُس سے زیادہ مدت میں ہوا تو وہ شوہر کا ہے۔ اِس پر بھی شبہہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر شوہر اِنکار کرے اور کہے میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ : نکاح ہوگیا لیکن اَبھی رُخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہوگیا تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں ہے اَور اِس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ اور یہ سمجھیں گے کہ کسی طرح سے میاں بیوی کا ملاپ ہوگیا ہوگا۔ ہاں اگر شوہر کا نہ ہو تو اِنکار کرے اور اِنکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ : میاں پردیس میں ہے اور کئی سال گزر گئے کہ گھر نہیں آیا اَور یہاں بچہ پیدا ہوگیا اَور شوہر اِس کو اپنا ہی بتاتا ہے تب بھی وہ قانونِ شریعت کے مطابق حرامی نہیں اِسی شوہر کا ہے۔ اور یہ سمجھیں گے کہ کسی کرامت سے دونوں ایک جگہ جمع ہوگئے ہوں گے۔ البتہ اگر شوہر کا نہیں ہے تو وہ خبر پا کر اِنکار کرسکتا ہے۔

اس پر لعان ہوگا۔

مسئلہ : شوہر نے تین طلاقیں دیں پھر حلالہ کے بغیر اِس سے دوبارہ نکاح کرلیا اور اِس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا حرامی نہ ہوگا۔

مسئلہ : ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اُس سے حمل ٹھہر گیا پھر اُس شخص نے اِسی عورت سے نکاح کرلیا۔ اگر بچہ نکاح سے چھ ماہ یا زائد پر پیدا ہوا تو شوہر کا کہلائے گا اَور اگر چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو اِس کا نسب ثابت نہ ہوگا اِلّا یہ کہ شوہر اِس کا اپنا ہونے کا دعوی کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ زنا سے ہے تو پھر اِس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔

نام کتاب : خیر الصالحین اُردو شرح ریاض الصالحین (۲ جلد)

اِفادات : حضرت مولانا محمد اِدریس میرٹھیؒ و دیگر علماء

صفحات : جلد اوّل ۵۶۸، جلد دوم ۶۴۰

سائز : ۲۰x۳۰/۸

ناشر : اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان

قیمت : درج نہیں

طبقۂ علماء میں اِمام نو ویؒ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں آپ کا شمار ساتویں صدی ہجری کے کِبار علماء و محدثین میں ہوتا ہے آپ نے مختلف علوم وفنون پر بہت سی قیمتی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے ایک کتاب ''ریاض الصَّالحین'' بھی ہے یہ صحیح اَحادیث کا انتخاب ہے جو امام نو ویؒ نے اَحادیثِ مبارکہ کی معتبر کتابوں سے نہایت ہی عمدہ اَنداز میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب کو قبولیت سے نوازا ہے چنانچہ یہ کتاب ہر طبقہ میں پڑھی پڑھائی جاتی ہے، بہت سے علماء نے اِس کی عربی اُردو مطول ومختصر شرحیں لکھی ہیں اِسی سلسلہ کی ایک کڑی زیرِ تبصرہ شرح ''خیرُ الصَّالحین'' ہے۔

یہ شرح حضرت مولانا محمد اِدریس میرٹھیؒ اَور دیگر علماءِ کرام کے اِفادات کو سامنے رکھ کر ترتیب دی گئی

ہے۔ اِس شرح کا اَنداز یہ ہے کہ پہلے حدیثِ پاک کا متن اعراب کے ساتھ دیا گیا ہے پھر اِس کا سلیس ترجمہ کیا گیا ہے پھر اِس حدیث کی مفصل تشریح دی گئی ہے جو حدیثِ پاک کے تمام پہلوؤں کو جامع ہوتی ہے۔ اَخیر تک یہی اَنداز چلتا چلا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ شرح ''ریاض الصالحین'' کے صرف اُتنے حصے کی ہے جو وفاق المدارس کی ترتیب کے مطابق بنات کے نصاب میں شامل ہے۔

یہ شرح اِس لحاظ سے بہت بہتر ہے کہ اِس کے پڑھنے سے کتاب کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے جو کسی شرح کے لکھنے کا اَصل مقصد ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مرتبین و ناشرین کو اِس کی جزاءِ خیر عطا فرمائیں اَور اِس شرح کو طلباء و طالبات کے لیے نافع بنائیں۔

۞

نام کتاب : حضرت مدنی رحمہ اللہ

تالیف : حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم

صفحات : ۱۱۲

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : شعبہ تحقیق وتصنیف جامعہ قادریہ بھکر

زیرِ تبصرہ کتاب درحقیقت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کا وہ مقالہ ہے جو آپ نے ''حضرت شیخ الاسلامؒ اپنے اکابر و معاصرین کی نظر میں'' کے عنوان سے ترتیب دیا تھا۔ یہ مقالہ آپ نے ۲۰۰۵ء میں بہاولپور میں منعقد ہونے والے سیمینار میں پڑھنے کے لیے لکھا تھا، بعد میں آپ نے اِس مقالہ میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اہم اضافے فرمائے اَور اِس کو الگ کتابی شکل میں شائع فرمادیا۔ یہ کتاب عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ مارکیٹ میں دستیاب ہے قارئین اِس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

۞

نام کتاب : اِفتاء اَور اصولِ اِفتاء (جلد اوّل)

تصنیف : حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان صاحب دامت برکاتہم

صفحات : ۱۶۸

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ المفتی جامعہ فتاح العلوم ،نوشہرہ سانسی، گوجرانوالہ

قیمت : درج نہیں

حضرت مولانا مفتی محمد عیسٰی خان صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں آپ مدرسہ نصرۃ العلوم کے فاضل ہیں عرصہ دراز تک اِسی مدرسہ میں فقہ وحدیث کی بڑی کتابیں پڑھاتے رہے ہیں۔تقریبًا پچیس برس تک اِسی مدرسہ میں صدر مفتی کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں حتی کہ مفتی آپ کے نام کا جز بن گیا ہے۔آپ نے نوشہرہ سانسی میں ''جامعہ فتاح العلوم'' کے نام سے اپنا مدرسہ قائم فرمایا ہے جس میں آپ طلباء کو فقہ میں تخصص کرواتے ہیں۔حضرت مفتی صاحب نے افتاء کے طویل تجربات کی روشنی میں جو مفید باتیں پائی ہیں اُنہیں ایک کتاب میں جمع کر کے اُسے ''اِفتاء اَور اُصولِ افتاء'' کے نام سے شائع فرمایا ہے۔

اِس کتاب میں آپ نے نہایت عمدہ اُصول وقواعد جمع فرمائے ہیں۔نیز اِس میں موضوع سے متعلق بعض ایسی نادر معلومات کا اِضافہ فرمایا ہے جو عام طور پر دیگر کتب میں نہیں پائی جاتیں۔کوئی شک نہیں کہ حضرت مفتی صاحب کی یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت اہم کاوِش ہے جو اہلِ اِفتاء اَور علماء وطلباء کے لیے خاصے کی چیز ہے اُنہیں اِس سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

وفیات

جامعہ کے خادم لائبریرین محمد عامر اخلاق صاحب کے بہنوئی طویل علالت کے بعد وفات پا گئے ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے،آمین۔

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۴؍جنوری ۲۰۱۰ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شورٰی کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں تعلیمی، تعمیراتی اور مالیاتی اُمور پر گفتگو ہوئی، تعلیمی و مالیاتی اُمور پر اطمینان کا اِظہار کرتے ہوئے اَرکانِ شورٰی نے اہلِ خیر حضرات سے تعمیراتی اُمور پر خصوصی توجہ دینے کی پُر زور اپیل کی ہے تاکہ دارُالاقامہ اور اَساتذہ کی رہائشگاہوں کی تعمیر ہو کر طلباء کے قیام اور اَساتذہ کی رہائش کا انتظام ہو کر تعلیمی حالات مزید بہتر ہوسکیں۔ دُعائے خیر پر اجلاس ختم ہوا۔

۱۴؍جنوری کو جناب حافظ فرید احمد صاحب شریفی کراچی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، اگلے روز بعد جمعہ واپس تشریف لے گئے۔

۲؍صفر المظفر مطابق ۱۸؍جنوری بروز پیر جامعہ مدنیہ جدید میں شعبہ کمپیوٹر میں کمپیوٹر تعلیم کا آغاز ہوا، اَساتذہ اور طلباء نے اِس موقع پر دُعائے خیر کی۔ اللہ تعالیٰ اِس کو خیر کا ذریعہ بنائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیزو اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)